جنگ اٹلی و ٹرکی یعنی ترکوں اور عربوں کی بہادری کے تازہ کارنامے

یعنی

جنگ طرابلس کے چشم دید حالات

حصّہ دوم

جسے

خاکسار محمد حفیظ اللہ قریشی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے مصر کے
تمام عربی اخباروں کے اُن نامہ نگاروں کے چشم دید حالات سے جو میدان جنگ
میں شریک ہیں اخذ کر کے مع تصاویر شیخ سنوسی غازی انور بے دیگر فوجی افسران ترتیب دیا

اور

جنرل منیجر قریشی بک ایجنسی
کیلئے

مجربات شیخ سنوسی

سید شیخ سنوسی حسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی و اسم گرامی تمام علمائے عرب و عجم کے مجالس علمیہ میں بڑے شان و شکوہ و عزو وقار سے لیا جاتا ہے۔ کروڑہا عرب اُن کے خاندان کے حلقہ بگوش ہیں۔ مجربات سنوسی آپ کی تالیفات سے ہے۔ جسے فوائد شریفہ و اسرار منیفہ اور ذخائر نفیسہ کا خزینہ کہنا بجا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے آپ پر القا کیے اور آپ نے اپنے حلقہ کے مشائخ اور مریدوں دوستوں اور عام مسلمانوں کو بتائے۔ خود تجربہ کر کے نہایت ہی صحیح اور مفید پائے اس میں بہت سے اوراد عملیات۔ وظائف ادعیہ اذکار و معالجات روحانیہ بیان کئے گئے ہیں۔ جو انسان کو روزانہ حاجات کے لئے ازبس کارگر اور مفید ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ قیمت ۸/

تاریخ بغداد

یہ ایک تاریخی کتاب ہے۔ جو قابل فخر گریجویٹ پنجاب خواجہ محمد عبداللہ صاحب بی اے نے نہایت قابلیت سے لکھی ہے۔ اس کے مطالعہ کرنے سے دولت عباسیہ کے اس مشہور و پرشوکت دار الخلافہ کے تمام حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ جہاں خلفائے عباسیہ مدت دراز تک حکومت کرتے رہے ہیں۔ یہ تاریخی کتاب عام طور پر نہایت اہم اور ضروری پہلوؤں پر روشنی ڈالنے میں بے نظیر ہے۔ حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ/

المشتہر

التماس

اپریل ۱۹۱۲ء میں جبکہ میں نے جنگ طرابلس کے چشم دید حالات کا حصہ اول مرتب کیا۔ تو اسکے طبع ہوتے ہی اس قدر درخواستیں آنی شروع ہوگئیں تھیں۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں حصہ اول قریباً تمام فروخت ہوگیا۔ چونکہ حصہ اول کے اخیر میں دوسرے حصے کا اعلان کیا گیا تھا۔ لہذا دوسرے حصے کی درخواستیں بھی معقول تعداد میں جمع ہوگئیں۔ اور مجھے قبل از وقت دوسرا حصہ مرتب کرنا پڑا۔ ارادہ تو یہ تھا کہ جنگ کے ختم ہونے پر دوسرا حصہ شایع کیا جاتا لیکن ناظرین کی متعدد یاد دہانیوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں انکی خدمت میں چشم دید حالات کا دوسرا حصہ جلد سے جلد پیش کروں۔ الحمد للہ کہ میں آج اپنی مقصد میں کامیاب ہوکر ناظرین عالی ظرف سے سرخرو ہوتا ہوں اس حصے میں بھی پہلے حصے کی طرح عربی اخبارات۔ المؤید۔ اللوا۔ البلاغ۔ العلم وغیرہ اور دیگر انگریزی وارد و اخبارات میں جو خاص میدان جنگ کی تاربرقیاں اور شریک جنگ ہونے والے ترکوں اور یورپین والنٹیروں کی چھٹیاں شایع ہوئی ہیں۔ اُن کا لب لباب ایک شایستہ ترتیب کے ساتھ تاریخی اسلوب سے جمع کردیا ہے جس کے مطالعہ سے ناظرین کو جنگ کی صحیح صحیح خبریں معلوم ہوجائینگی ؎

محمد حفیظ اللہ قریشی عفا اللہ عنہ

نقشۂ طرابلس الغرب
البحر المتوسط
طرابلس
زواره
تونس
غمس
معداط
عیسی
بنغازی
قرنا
راس الہلال
درنه
مرسی طرق
غنیس
کوہ غزبان
قصر صغران
صیرفیه
فختار
جبل علی
قبائل درر
قبائل الصیدات
قبائل اددنبیع عاطف
دجلہ
قصر
ربعہ
ہردة
حمادة الحمراء
بحر الحدید
کوہ سیاہ
سکنة
جبال الکرتیه
نال الساطی
مرزوق
فطروہ
غاتت
صحرائے اعظم
صحرائے لیبیرة
مقام سید سنوسی

شبیہ

حضرت شیخ سنوسی صاحب مقتدائے فرقہ سنوسیہ

غازی انور بے

شیخ المجاہدین

غازی نشاط بک کمانڈر انچیف طرابلس
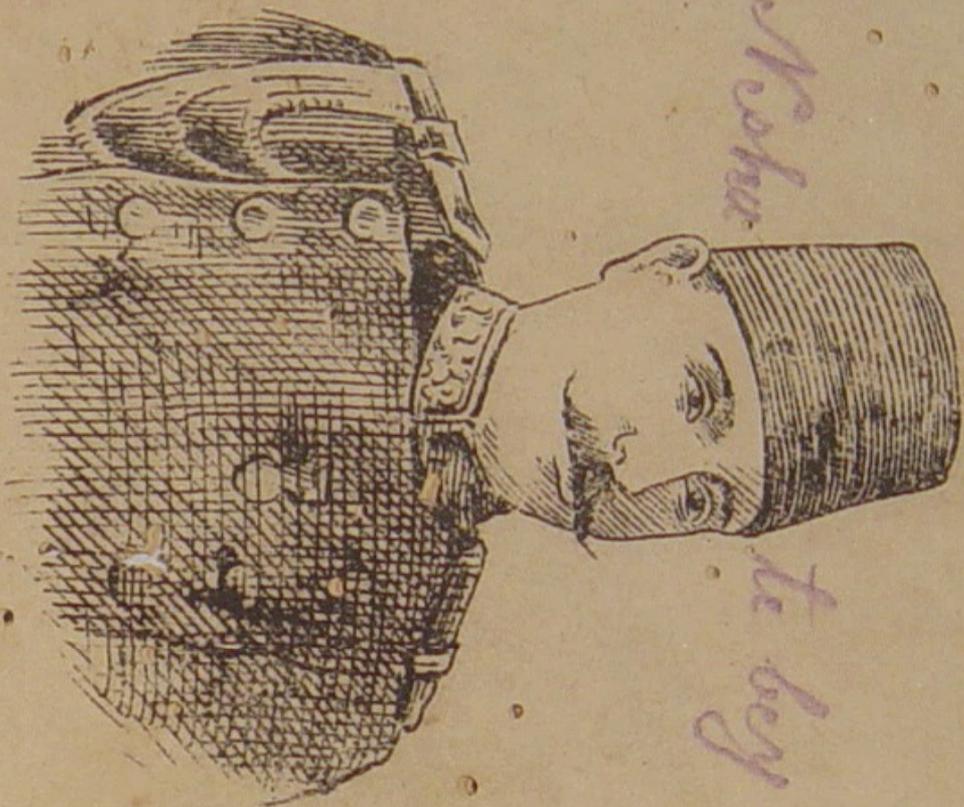
غازی فتحی بک - کمانڈر طرابلس ۔

Gazi Aadhum Pasha

بہادرانِ اسلام

یہ وہ بہادرانِ ترک ہیں کہ جنہوں نے طرابلس میں اٹلی کا منہ موڑ دیا ॰

(۱) کرنل رؤف پاشا (۲) برگیڈیر جنرل زہدی پاشا ॰

(۳) کرنل رفعت بے ॰

مہم طرابلس

چاروں طرف ہے ذکر مہم طرابلس — سوچا اطالیہ نے ذرا بھی نہ پیش و پس
تھا عقل سے ذرا بھی نہ اہل جفا کو مس — کیوں مبتلائے حرص ہوئی صورت مگس
ہیں ہم نبرد شکر رب جلیل سے
شان خدا ہے پشہ مقابل ہو پیل سے

سمجھے نہ یہ کہ ترک ہیں جرأت میں آج فرد — دنیا میں کون ہے کہ جو ہو ان کا ہم نبرد
خنجر کو اُن کے دیکھ کے منہ ہو عدو کا زرد — میدان زور و ہمت و مردی کے ہیں یہ مرد
تیراک ہیں یہ بحر شجاعت کے دہر میں
تیغیں بجھی ہوئی ہیں حمیت کے زہر میں

مور و ملخ سے کم نہیں افواج دین حق — دیکھے جو اُن کے دل تو عدو کا ہو رنگ فق
خون عدو سے رن کو کریں غیرت شفق — نعرہ سے کانپیں چرخ زمیں کے ہیں طبق
جب گرم کارزار یہ جم غفیر ہو
پُر اصدائے کوس سے چرخ اثیر ہو

ترکان کار دیدہ و جنگ آزمودہ سب — ٹوٹیں گے رزم گاہ میں فوج عدو پہ جب
اٹلی کہے گی لینے کے دینے پڑے ہیں اب — قبضہ طرابلس پہ کیا کیا کیا غضب
چلا کے یوں کہیں گے کہ چھوڑا طرابلس
بہر خدا ہو عفو ہمارا قصور بس

ترکوں سے اے اطالیہ دعوائے ہمسری — سیکھے کوئی جہاں میں ان سی سپہ گری
رُعب و جلال و جاہ و حشم عز و برتری — حصے میں ان کے آئے ہیں سامان سروری

رہنا انہیں کے فرق پہ شاہی کا تاج ہے
ہوان سے گرم رزم وہ غا کون آج ہے

غازی ہوں قتل کر کے تو مر کر ہوں ہم شہید
دنیا میں نام۔ خلد کی بعدِ فنا امید
ہم کو خوشی غزا سے شہادت پہ ہو مزید
ماتم کی جا منائیں اعزّہ ہماری عید

ہم سے کوئی جہاں میں کیا ہم نبرد ہو
آئے کل کے سامنے گر کوئی مرد ہو

اسلام کے بہ اذن خداوندِ دوجہاں
لہرائیں گے طرابلس الغرب پر نشان
ثابت کرے گا جلد یہ میدان امتحاں
قبضہ میں اپنے توسنِ دولت کی ہے عناں

تیغِ غزا پیئے گی لہو ہر شریر کا
شعلہ ہر اک ہے جس کا زبانہ سعیر کا

اٹھو بہادرو! کہ یہ ہے وقتِ کارزار
جوہر دلاوری کے کرو جلد آشکار
اس معرکہ میں قوم کا ثابت کرو وقار
کوشش کرو کہ قوم کا بیڑا ہو جلد پار

ترکو! اٹھاؤ تیغ نہ ہمت کو ہار دو
خنجر کے گھاٹ فوجِ عدو کو اُتار دو

شاہانِ کسری و فارسی لیتے تھے تم خراج
تھا شرق تا بغرب تمہارا جہاں میں راج
رکھتے تھے سر پہ جاہ و جلال و حشم کا تاج
کیا رہزنوں سے رزم میں پیچھے ہٹو گے آج

تیغِ غزا سے تہلکہ عالم میں ڈال دو
بڈھوں کے ایک وار میں تم بل نکال دو

جنگ طرابلس کے مسیح و دید حالات

جنگ طرابلس میں شریک ہونیوالے قبائل

مصر کے مشنهور اخبار اللواء کے ایک نامہ نگار نے ان قبائل کے نام جو آج کل جنگ طرابلس میں شریک ہو کر میدان کارزار میں اپنے وطن اور مذہب کی خاطر جانیں قربان کر رہے ہیں بالتفصیل شائع کرائے تھے۔ اور وہ یہ ہیں۔

قبائل بن غازی

عواقیر۔ حاسہ۔ براعثہ۔ ورسہ۔ مغاربہ۔ عمورنہ۔ داود۔ مصطفی۔ بوکبنہ۔ مرقب۔
عبادہ۔ ہویدی۔ فوارس۔ ماضی۔ عزیبیلی۔ تواجیر۔ لبح۔ قطارنہ۔ حدادہ۔ دینال۔ سلیمان
شہیبات۔ عریبات۔ عوامہ۔ مشهنش۔ اسعیط۔ ہوش۔ نجم۔ مطاوع۔ عشیبات۔
عبادلہ۔ فرقاش۔ خفیفات۔ کسینات۔ صالح۔ کوادیات۔ بومصیبہ۔ وزری۔ عمق۔
حسن شیخ۔ عبدالرزاق۔ لواطی۔ بدور۔ فضول۔ عزالی۔ حزین۔ طباتجہ۔ حوشہ۔ بخار۔ عاقہ
فنفوذ۔ سعیادہ۔ شنجول۔ خائب۔ اولاد شیخ عادل۔ حسین۔ شعیب۔ اسریق۔
حامد۔ شلمانی۔ وغار۔ عبدہ۔ عمقایل۔ مسامیر۔ ابراہیم۔ جلاف۔ اولاد شکر۔ بعض۔
مبارکہ۔ صبح۔ بوکلیدہ۔ حدران۔ فادربوہ۔ فضہ۔ قبایل۔ ختنان۔ فواخر۔ مواعینی۔
حبابات۔ اشبالہ۔ صبیحات۔ علیوہ۔ بوحمادہ۔ بوحرارہ۔ بوعرقیب۔ مرعی۔ بولعامہ
شیطات۔ ربانیہ۔

قبایل درنہ

عبدات۔ براعصہ۔ یہ دونوں بڑے قبیلے ہیں۔ شباکلہ۔ نجابیت۔ عبدالصادق
برخاص۔ حمدکہ۔ مخبوم۔ نکاع۔ بوحنا۔ عور۔ عنش۔ غرالہ۔ بوحجوبہ۔ منصور۔ عبداہ۔

فازہ - بوبطردد - صبر - ابوالکوبر - عبدالسید - عیث - ابراہیم - فرخ - المصیص - محمود - ماضی - ارحمہ - فضیلہ - خادم - بو تنسیمہ - اخکیرین - سمیع - سعدہ - خلیل - بو لحیہ - موسیٰ - امرر - بوسدیرہ - دقسمہ - برکات - شواعیر - بولطیعہ - زائد - سالم - دحاف - بوزجب - بفضایتی - بو بخبر - بوجاریہ - خلیل - ارخیض - عصیدہ - ساعدی - احسونہ - معیزیق - ازہاق - امیسی - عبدالعاطی - ادریس - خلیف - اشدرنہ - مزیق - سلامتہ - نوز - بوروعہ - بو فاطمہ - بوصوقایہ - ام خزیر - بوجود - بوعزارہ - بوصیبیع - شتین - بوبکر - بوصوث - منصور - عزالہ - کیلانی - جلفاف - جوبقی - راکخہ - عبدالرحمٰن - عید - عریف - نیامی - خزاحل - کل ۱۷۴

قبائل طبروق

قبیلہ مرم - عبداللہ - غبیث - حجر - خادم - شاہین - عواکلہ - لہیب - ارعماد - مریطہ - علالکہ - سبکہ - امنفہ - علوم - بوسعید - جرارہ -

اور لطف یہ کہ سارے قبائل سنوسی - ایک سلسلے میں مربوط ایک دوسرے پر قربان ہونے والے ہیں - میدان جنگ بنغازی کے مشائخ سنوسیہ ذیل ہیں -

سعید احمد عیساوی - شیخ زاویہ بنی غازی سید عبداللہ اشہب شیخ زاویہ سوس سید محمد علی - شیخ زاویہ اشخنب سید عمران سکوری - شیخ زاویہ قصور سید مولود - شیخ زاویہ قصرین سید جاداللہ جبانی شیخ زاویہ عرقوب سید امین الغماری - شیخ زاویہ اسقفہ سید حسین الغماری - شیخ زاویہ دریانہ سید توالی عمر الکلیلی - شیخ زاویہ تلمیط سید محمد غالی - شیخ زاویہ دغار سید عبداللہ اکالی - شیخ زاویہ سید عبداللہ جیلانی - شیخ طوکرہ -

اور میدان درنہ میں ذیل

شیخ شحات سید محمد درنی - شیخ زاویہ بشارت سید عبدالقادر - شیخ زاویہ قبدیہ سید [illegible]

سید سنوسی - شیخ زاویہ ترت سید محمد غزالی - انکے علاوہ ہزاروں دیگر لوگ جہاد کے شوق میں چلے آرہے ہیں -

ایک عرب عورت بحیثیت سپہ سالار

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی پرانی روایتوں کی زندہ یادگاریں نہ صرف مرد ہی موجود ہیں بلکہ عورتیں مردوں سے بھی بڑھ چڑھ کر اسلام کی عظمت و جبروت کا بیّن ثبوت دے رہی ہیں - چنانچہ لنڈن اکسپرس قرقریش کی فتح کا تذکرہ کرتے ہوئے حسب ذیل رقم طراز ہے -

جب عرب حملہ آور ہوئے تو اُن کے مقدمتہ الجیش میں ایک غیور و باحمیت عورت بھی تھی جس کے ہاتھ میں بندوق یا تلوار کے بدلے صرف ایک زیتون کی لکڑی اور گلے میں ہاتھی دانت کا ہار پڑا تھا - اس کی نظر تیز بھویں ملی ہوئی اور حوصلے بلند تھے - وہ امید و بیم کے لہجے میں عربوں سے کہتی جاتی تھی - کہ بڑھو بہادرو آگے بڑھو!

چند منٹ کے بعد ایک گولے کے لگنے سے اس کا ہاتھ لہولہان ہو گیا مگر واہ ری شجاعت کہ وہ اپنے کام میں برابر مصروف رہی - اُسے دیکھ کر عربوں کا جوش اور بھی ترقی پر ہو گیا - اور انھوں نے سر بکف ہو کر اطالوی میسرہ کے ٹکڑے اڑا دینے کے بعد اطالوی مورچوں کے قلب پر حملہ کر دیا - اور اس کا یہ نتیجہ ہوا - کہ تمام مورچے عربوں کے قبضے میں آ گئے -

اس بہادر عورت نے جنگ طرابلس میں جنگ یرموک کا نقشہ کھینچ کر دکھا دیا اور یہ بات ثابت کر دی کہ عربوں کی دلیری و شجاعت کے کارنامے محض فسانہ نہیں - بلکہ جس شخص کو ان کی صداقت میں کسی قسم کا شبہ ہو وہ آج بچشم خود دیکھ کر اپنا اطمینان کر سکتا ہے -

متانت و بے پروائی سے کہا - کہ ان زبانی تعریفوں کی کچھ ضرورت نہیں مجھے بندوق دو
چنانچہ ایک بندوق پیش کی گئی - شریف بی بی نے اسے ہاتھ میں سنبھال کر لا الٰہ الا اللہ و
محمد رسول اللہ کا نعرہ لگایا - اور اپنی آواز سے دشت و جبل کو ہلا دیا - اس کے بعد
کئی مرتبہ "اللہ اکبر اللہ اکبر" کہا - یہ مقدس صدائیں عربوں کی آتش شجاعت پر تیل کا کام کر گئیں -
اور تمام مجاہدین یک زبان ہو کر تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند کرنے لگے +

معزز ترکی اخبار جون ترک نے اس معرکہ کے متعلق یہ رائے دی ہے - کہ اس فتح کی یاد
گار میں بہادر شریف بی بی کا مجسمہ نصب کر کے نہ صرف زمانۂ حال کے لوگوں بلکہ آیندہ
نسلوں کی سبق آموزی کے لئے ایک نشان قائم کر دینا ضروری ہے -

یہ شریف عورت اس وقت تک فوجوں کی کمان کر رہی ہے -

یکم مارچ ۱۹۱۲ء کی شام کو عرب مجاہدین کی جمعیت اطالوی مورچوں کے قریب جا
چھپی تو دو اطالوی رجمنٹیں آگے بڑھنے کیواسطے نکلیں انہیں دیکھ کر مجاہدین نے بندوقیں
فیر کرنی شروع کر دیں - اور اتنی آتشباری کی کہ اطالویوں میں سے بہت کم بچ سکے اور
انہوں نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں - کچھ مجاہدین میدان جنگ میں اطالوی مقتولوں
کے کپڑے وغیرہ اتارنے میں مصروف تھے - کہ تمام اطالوی فوجی قوت زیر حفاظت
جہاز باہر نکل آئی - اور فریقین میں قوت آزمائی ہوتی رہی حتی کہ زیر کمان غازی انور بے
کمک پہنچ گئی - غازی انور بے کی ماتحتی میں مصطفٰے کمال بک و نوری بک بھی تھے انجام
کار اطالوی شکست کھا کر اپنے مورچوں کی طرف پسپا ہو گئے اب وہ سخت لڑائی ہوئی - کہ
جس کی سختی بچوں کو بوڑھا کر دیتی ہے - مجاہدین نے حیرت انگیز شجاعت و بہادری
دکھائی - اطالوی مقتولوں مجروحوں کا اندازہ (۱۲۰۰) لگایا جاتا تھا - مقتولوں میں سے ایک
کپتان اور بہت سے افسر تھے گیارہ گھنٹے لڑائی ہوتی رہی جس میں اطالوی بحری د

دو جرمن افسر بھی تھے جو عربوں کی بہادری اور اُن کی چستی و چالاکی دیکھکر دنگ رہ گئے
ایک جرمن بولا کہ میں ان اطالویوں کی بزدلی دیکھکر شرمندہ ہوں - مال غنیمت بہت
زیادہ تھا جن میں سے بندوقیں - طمنچے - توپوں کے گولے اور تھیلے - آلات مورچہ سازی بھی
دُور بینیں ذخائر جنگ وغیرہ قابل ذکر ہیں - ایک خاص بات یہ ہوئی کہ ایک پندرہ برس کا
نوجوان عرب اطالوی مورچوں میں شور مچاتا جا گھسا جسکے ایک اطالوی مقتول کی
بندوق اُس کے ہاتھ آگئی - اور اُس نے اُس سے چار اطالوی فی النار و السقر کئے
جن میں ایک کپتان بھی تھا - نوجوان مذکور مقتولوں کے اسباب لیکر چلتا ہوا - عرب ۲۰
شہید ہوئے اور ۶۰ مجروح جن میں دو عورتیں تھیں - ان میں سے ایک تو اپنے مریض
بیٹے کی طرف سے لڑ رہی تھی اور دوسری مجاہدین کو پانی پہنچا رہی تھی - اور جوشیلے
اشعار پڑھ پڑھ کر مجاہدین کو ابھار رہی تھی - ہلال احمر کے ممبروں خصوصاً عزت بک
جن کی منیر بک و کمال بک و صبدلی آفندی نے بھی امداد کی تھی نہایت قابل قدر خدمات
انجام دیں - گولے برس رہے تھے اور وہ اپنے کام میں تن دہی سے مصروف تھے -

۴ مارچ ۱۹۱۲ء کو غازی انور بے کا تار آیا کہ بہادر کپتان عزیز بک مصری عربوں کو
لے کر ۴ مارچ کو بنغازی میں اطالوی مورچوں پر حملہ آور ہوئے اور ایک ہولناک معرکے
کے بعد اطالویوں کو تین سو مقتولوں مجروحوں کا نقصان پہنچایا اور رسد و ذخائر کے
بہت سے اونٹ اور خچر ہمارے ہاتھ آئے -

۸ مارچ ۱۹۱۲ء کو المؤید کے نامہ نگار نے میدان جنگ درنا سے تار دیا تھا کہ ۸ اطالوی
کمپنیاں عثمانی محافظ سپاہ پر دفعتاً حملہ آور ہوئیں - اور ان میں نبرد آزمائی ہوتی رہی حتی
کہ غازی انور بے کو خبر ہوئی اور آپ عربوں اور ترکوں کو لے کر جن کے ساتھ ایک
جرمن افسر بھی تھا حملہ آور ہوئے - ایک گھنٹہ غروب آفتاب کے بعد تک فریقین

میدان کارزار میں اپنے آٹھ سو مقتول چھوڑ کر عقبہ سبحہ کی طرف پسپا ہو گئے۔ عثمانیوں کے ہاتھ تین سو بندوقیں اور بہت سے ذخائر گولوں سے بھرے ہوئے صندوق آئے۔ اطالویوں کے بہت سے سپاہی گرفتار بھی ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک بہت بڑا افسر تھا۔ عربوں کے پچاس شہید ہوئے جن میں سے تئیس تو مشہور بہادر قبیلہ براعصہ کے مجاہدین تھے اور باقی اور قبایل کے لوگ تھے۔ جاویش توپچی بھی شہید ہو گئے۔ غازی انور بے کو از حد رنج و ملال ہوا۔ اب ان کے قایم مقام ایک انگریز افسر مسٹر محمد عثمان مقرر ہوئے ہیں۔ اور سو مجروح ہوئے۔ جنگ کے بعد سید سنوسی ادام اللہ ظلہم نے قبیلہ براعصہ کے تین ہزار جانباز مجاہدین اور روانہ فرما دیئے تھے۔ طبروق کے فتح بین کی خبروں نے عربوں پر بہت اچھا اثر ڈالا تھا کہ مرنے مارنے سے انہیں ذرا دریغ نہیں حالت خدا کے فضل و غازی انور بے کی کوشش سے ہر طرح قابل اطمینان و دل خوش کن تھی۔ عربوں میں بہادری کا جوش حد سے زیادہ پھیل رہا تھا۔

۹ مارچ ۱۹۱۲ء کو سلوم سے تار آیا تھا کہ درنہ میں ہمیں طبروق کی طرف سے دنادن توپیں چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ اور برابر رات تک آتی رہیں اور آج بذریعہ تار یہ خبر آئی کہ وہاں ایک خونریز نبرد آزمائی ہوئی۔ چھ کمپنیاں اطالویوں کی جنگی جہاز کی مدد سے آگے بڑھیں مگر عربوں نے گو اطالویوں نے کتنے ہی جتن کئے۔ مقابلہ میں جانیں لڑا دیں اور آخر کار اطالویوں کو سینکڑوں مقتول میدان جنگ میں چھوڑ کر اور اس قدر مجروح لئے ہوئے کہ مریضوں کے اٹھانے والے چھکڑے بھر گئے۔ بھاگ جانا پڑا۔ عثمانیوں کے صرف ۲۰ شہید ہو گئے اور ۳۰ مجروح۔ بہت سے اسلحہ اور پچاس بندوقیں ترک مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ کئی ایک قیدی

۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء کو ٹیونس کے مسلمانوں نے وزیر اعظم فرانس کا شکریہ ادا کیا تھا
کیونکہ فرانس نے ضم طرابلس کو ناپسند کر کے گورنمنٹ ٹرکی پر زور ڈالنا نامناسب
خیال کیا ہے۔

بیروت سے اطالوی نکالے گئے

۱۱ مارچ ۱۹۱۲ء کو والی بیروت نے وزارت داخلہ ٹرکی کے نام ایک چٹھی بھیجی جس
میں وہ رقمطراز تھے کہ حکومت بیروت نے ۴ مارچ تک ۱۱۸۰ اطالوی ملک بدر کر دئے
جن میں سے گیارہ سو ۳ تاریخ کو گئے ہیں اور اسی چار کو باقی بھی یہاں سے جلد نکال
دئے جائیں گے۔ اطالویوں نے روانگی کے وقت گورنمنٹ عثمانیہ کے حسن اخلاق کا
شکریہ ادا کیا اور اپنی گورنمنٹ کی مذمت کی کہ اس کے جہازوں نے بیروت پر ناحق
گولے برسائے۔ پانچ اطالوی گروہ ایسے بھی آئے جنہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ
ان کا نام اطالوی رعایا سے کاٹ کر عثمانی رعایا میں شامل کر دیا جائے۔ ہافاس کا بیان
ہے کہ جرائد عثمانیہ کے بیان کے مطابق چھ ہزار اطالوی ممالک محروسہ عثمانیہ سے نکالے
جا چکے ہیں۔

اطالویوں کے جھوٹ کی تصدیق

اخبار باری جرنل لکھتا ہے۔ کہ معتبر ذرائع سے آئی ہوئی خبریں ثابت کر رہی ہیں۔ کہ
طرابلس کے متعلق اطالویوں کے سرکاری بیانات از سرتا پا لغو و بیہودہ ہیں۔ طرابلس
میں حالت بالکل برعکس ہے۔ بر سا گلیری رجمنٹ کے ۸۰ سپاہی جنگ بیر طبرس
سے بیشتر میدان جنگ میں آتے ہیں اور ترکوں عربوں کی صورت دیکھ کر بھاگنے کی
تیاریاں کر دیتے ہیں۔ اطالوی کرنل یہ حالت دیکھ کر تمنچہ کے فائر سے نامرد اطالویوں

زانزورہ کی خبر گیری کے لئے نقل وحرکت کا حکم دیا جاتا ہے۔ دوسری اطالوی فوجیں قلعہ کی تعمیر میں مصروف ہوتی ہیں کہ کچھ عرب اچانک نمودار ہو کر آگ برسانی شروع کر دیتے ہیں۔ اور اپنی خداداد قوت بازو سے اطالویوں کو میدان سے بھگا دیتے ہیں

تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ آغاز جنگ میں اطالویوں کی فوج جدید ہتھیاروں اور جلد جلد چلنے والی توپوں سے مسلح ہو کر ایک ایسی قوم سے نبرد آزما ہوتی ہے جس کے پاس پہننے کو کپڑا اور کھانے کو ٹکڑا نہیں مگر پھر بھی دس اطالوی مقتول ہو جاتے ہیں۔ اور ۶۰ مجروح۔ اور ان میں بھی گولیاں اکثر کی پیٹھ پر دکھائی دیتی ہیں

ترکی تار کمپنی کو خبر ملتی ہے کہ طرابلس کے اطالوی جنرل نے اکثر افسروں کو نا قابلیت کی وجہ سے قید کا حکم دیا ہے۔ اطالوی توپ خانے کی فوج کو میدان جنگ میں لیجاتے ہیں۔ اور سپاہیوں کے بھاگ جانے کے سبب سے توپیں خود میدان جنگ سے اٹھا لاتے ہیں۔ اطالوی جنرل طرابلس میں افسروں کو ڈانٹتا ہے کہ تم لوگ سپاہیوں سے پہلے ہی فرار ہونے کا ارادہ کر لیتے ہو۔ دوسری طرف ایک نوجوان عرب عورت شجاعانہ اشعار پڑھتی ہوئی نکلتی ہے۔ گولہ پھٹنے سے بازو پر زخم آتا ہے مگر بے خوفی و دلیری سے اطالویوں کے مورچوں میں گھسی چلی جاتی ہیں۔

مبعوث بنغازی اور نامہ نگار کی گفتگو

(المؤید ۱۴ مارچ ۱۹۱۲ء)

المؤید کے نامہ نگار مقیم بنغازی اور یوسف شتوان بک مبعوث بنغازی کی ملاقات ہونے پر درنہ کے جنگ کے متعلق جو گفتگو ہوئی وہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے بعینہ درج کیجاتی ہے

پر روشنی ڈال کر المویدہ کے ناظرین کو محظوظ فرمایا تھا کیا اب بھی اپنے وعدہ کے مطابق
درنہ میں مجاہدین کے معرکوں اور اِس امر پر کہ وہ مدتوں مقابلہ کر سکتے ہیں یا نہیں
روشنی ڈال کر اپنا گرویدہ احسان فرما سکتے ہیں ؟

ستوان بک - مجاہدین حب وطنی سے مدافعت و مقابلہ میں ہر طرح اپنی سرفروشی کا
ثبوت دے رہے ہیں اُن کے اخلاق و اطوار ہر طرح موزوں اور قابل تعریف
ہیں ان کی بہادری نے انہیں مجبور کیا ہے کہ بہادروں کی صف میں شریک ہو کر جان
فروشوں کے دوش بدوش اپنی جانبازی دکھائیں - اُن کے پاس ذخائر و رسد بہت
کافی ہے خواہ لڑائی تھوڑے دن رہے یا بہت - دنیا کو یہ اطمینان رکھنا چاہیئے کہ
جب تک اطالوی سرزمین طرابلس کو بلا قید و شرط خالی نہ کردیں گے وہ جدال و
قتال سے منہ موڑنے والے نہیں - اور یہ حقیقت حال نہ صرف ہمیں کو معلوم ہے
بلکہ ہمارے دشمن کو بھی جلد علم ہو جائے گا - گورنمنٹ اٹلی کو روما سے نہ صرف ذخائر
درسہ کپڑے لتے وغیرہ ہی طرابلس بھیجنے پڑتے ہیں بلکہ پانی آٹا دال دانا گھاس وغیرہ
تک روانہ کرنا پڑتا ہے - جن کے اخراجات عظیمہ یقیناً اٹلی کے لئے خطرناک اور تکلیف
دہ ثابت ہونگے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اٹلی اب جنگ سے کتراتا ہے - اس کی فوج
نے بزدلی کا ایسا ثبوت دیا ہے کہ اطالوی گورنمنٹ کی اب دنیا کے سامنے کچھ قدر
منزلت نہیں رہی - قطع نظر اس سے کہ اٹالیہ بڑی سلطنتوں میں سے ہے میدان جنگ
میں برابر اطالوی جنگی جہاز مدد کرتے رہے - ڈیڑھ لاکھ فوج ساحل پر اتاری گئی - اور
اطالویوں کو سواحل طرابلس و برقہ پر فوجیں اتارنے کی آسانیاں موجود تھیں مگر اب
تک اطالوی فوجیں اطالوی جہازوں کی زد سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکیں -

نامہ نگار - کیا ممکن نہیں کہ کسی وقت اطالوی آگے بڑھیں ؟

سے جہاز کے زیر پناہ نئی ساخت کے قلعے بھی خطرے میں ہیں +

نامہ نگار۔ کیا عربوں کے ہاتھ دشمن کا بہت کچھ مال غنیمت آیا ہے؟

ستوان بلد۔ آپ کے نامہ نگار میدان جنگ سے بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اور میں بھی اسی کی تائید کرتا ہوا آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ عربوں کے ہاتھ غیر معمولی مال غنیمت آیا ہے۔ جو ہماری حاجتیں پورا کر رہا ہے۔

نامہ نگار۔ کیا آپ عنایت فرماکر درنہ کی اہم لڑائیوں کے حالات بیان کرنے کی زحمت گوارا فرما سکتے ہیں؟

ستوان بلد۔ بڑی خوشی سے۔ درنہ میں گذشتہ سال کی ۲۴ نومبر کو پہلی لڑائی ہوئی جس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ اطالویوں نے یہ دیکھکر کہ عرب ساحل کے قریب جمع ہو گئے ہیں۔ اپنی پلٹن کی ایک رجمٹ اور جلد چلنے والی پہاڑی توپیں اور ایک مٹر لیوز توپخانہ کی کمپنی عربوں کے منتشر کرنے کیلئے بھیجدی اور یہ قوۃ وادی درنہ سے باہر نکلنے ہی کو تھی کہ قبایل عواکلہ شواعر غیث حملہ آور ہو گئے۔ کچھ دیر طرفین سے آتشباری ہونے پر اطالویوں کو اپنی کمزوری محسوس ہونے لگی اور سوا ایک کمپنی کے جس کے خون کے پیاسے عرب اس سے برسر پیکار ہوئے تھے۔ اور اطالوی فوج الفرار کہتی ہوئی چلتی بنی عربوں نے اطالویوں کا قلعوں تک تعاقب کیا اور ان کے آخری حصہ کی فوج میں سے ڈیڑھ سو سپاہی اور کپتانوں اور دو اور افسروں کو نقصان پہنچاکر بہت سے ذخائر طبل تری اور ہتھیار لے کر واپس آگئے جن کے آنے پر دریافت ہوا کہ انہیں صرف ۷ شہیدوں اور بیس مجروحون کا نقصان پہنچا ہے +

۱۵ مارچ ۱۹۱۲ء کو بن غازی سے وزارت جنگ ٹرکی کے پاس اس مضمون

حملہ آور ہوئی اور بہت سے اسلحہ اور دوسری چیزیں چھین لائی۔

نیز تین مارچ کو پچاس آدمیوں کی ٹولی اطالویوں کے نئے مورچوں پر جو طرق میں زیر تعمیر تھے حملہ آور ہوئی اور سب مورچے منہدم کر دیے۔ تمام رات دشمن کے انتظار میں گذار کے صبح ہوتے ہی قرب و جوار میں جو اطالوی دکھائی دیے ان پر عثمانی ٹولی نے آتشباری شروع کر دی۔ اطالویوں نے جب دیکھا کہ عثمانی لشکر ہماری فوج سے برسر آزما ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے مدرع جہازوں اور گن کی توپوں سے آتشباری شروع کر دی۔ ادھر عثمانی کیمپ سے بھی مجاہدین کی امداد کیواسطے کچھ اور کمک پہنچ گئی۔ برابر پانچ گھنٹے تک معرکہ آرائی ہوتی رہی جس میں اطالویوں کا ایک سو کا نقصان ہوا اور عثمانیوں کے ہاتھ بہت کچھ اسلحہ اور آلات آئے۔

میدان جنگ کی چٹھی

۱۷ مارچ ۱۹۱۲ء کو اخبار طان کے نامہ نگار نے طرابلس سے اس مضمون کی چٹھی بھیجی تھی۔ میں عزیزہ پہنچ کر منتظر رہا کہ ٹیونس سے میرا اسباب پہنچ جائے تو میں جا کر معاملات جنگ کی اصل کیفیت دیکھوں۔ خیر اللہ اللہ کر کے میدان کارزار میں پہنچا تو اب میں اس امر کو نہیں چھپا سکتا کہ ترک و عرب اطالویوں کے باہر نکلنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ میں بھی یہاں کی حالت دیکھکر یہی رائے قائم کرتا ہوں کہ اطالوی ہرگز ہرگز باہر نہیں نکل سکتے۔ ان کو کیمپ میں کئی کئی ہفتے گذر جاتے ہیں جب آج کل یہ حالت ہے تو فرمایئے کہ سال ختم ہوتے اور لوؤں کے چلنے کی صورت میں یہ غریب قلعوں سے باہر کس طرح قدم رکھیں گے۔

جنوب سے سینکڑوں لدے ہوئے اونٹ برابر آ رہے ہیں جنہوں نے عثمانی کیمپ کو ذخائر و اسباب سے بھر دیا ہے۔ آٹا زیتون کا تیل۔ کھجوریں۔ جوار وغیرہ

ہلال تیار تھا ہے۔ دو دن ہوئے عزیزہ سے روانہ ہو کر میدان غریان کی طرف روانہ ہوگئی ہے اس نے تین سو ساٹھ اونٹ اور چھ چھکڑے اسباب وغیرہ لادنے کے واسطے کرایہ پر لئے ہیں اور اس کو کسی چیز کی کمی نہیں۔ میں نے آخری اخبارات کو صلح کی خبروں سے بھرا پایا ہے حتیٰ کہ عربوں کو کافی شک پڑ گیا ہے۔ کہ دول یورپ مداخلت کر کے ٹرکی کو مجبور کرنا چاہتی ہیں کہ ٹلی کے الحاق طرابلس اور مصنوعی فتح کو خواہ مخواہ ضرور مان لے مگر عرب کہتے ہیں کہ اگر ترک بفرض محال مان لینے پر آمادہ بھی ہو جائیں تو ہم ہرگز ہرگز تیار نہ ہونگے اور آخری دم تک دشمن کی مدافعت میں اپنا خون بہائینگے۔ اور اگر وہ وقت آگیا تو رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا سبز جھنڈا نکال کر جہاد پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ عرب برابر دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کہ اگر خدا نخواستہ الحاق طرابلس ہو ہی جائے تو کیا ہم فی نفسہٖ اطالویوں کی رعایا ہو جائیں گے

پھر نامہ نگار مذکور اپنی دوسری چٹھی میں لکھتا ہے کہ بو ملیانہ اور عین زارہ کے درمیان اطالوی مورچوں تک عربوں کا ایک گروہ بڑھ گیا ہے۔ اور رقمطراز ہے کہ اس سے پیشتر بھی میں گوش گذار کر چکا ہوں کہ اطالویوں نے چونکہ اپنے اگلے مورچے خالی کر دئے تھے عرب بلا جنگ وجدل کوئی چھ سو میٹر زمین پر بے ایک گولی گولہ چلائے بڑھ آئے ہیں عربوں نے مصروع کے رہنے والے کچھ اطالوی جاسوس گرفتار کئے ہیں جن کا بیان ہے کہ اطالوی افسروں کی حالت کچھ اور ہو رہی ہے بعض افسر اٹلی واپس کر دئے گئے ہیں اور امید ہے کہ جلد ہی اطالوی حملہ آور ہو کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ یہ خبر سن کر ترک وعرب پھولے نہیں سماتے اور دن گن رہے ہیں کہ کس دن اطالوی آگے قدم بڑھائیں اور گتھ کر دست بدست لڑائی کا موقع ملے۔

۸ ار مارچ ۱۹۱۲ء کو غازی انور بے کا تار کمپنی قاہرہ کے پاس ۱۶ ار مارچ کا دیا ہوا آیا تھا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ کوئی پانچ دن ہوئے ہم نے اطالویوں

کا پتہ لگا تب جوانوں نے توپخانوں سے ایک میل کی مسافت پر تھا تباہ کر دیا۔ ہماری فوج
نے حملہ آور ہو کر پیچھے اطالویوں کو تہ تیغ بھی کیا مگر اطالوی نکل کر مقابل نہ ہوئے۔

۱۹ مارچ ۱۹۱۲ء اخبار الطان کا نامہ نگار میدان جنگ سے لکھتا ہے کہ عثمانی
افسروں نے اطالوی سپاہ کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ وہ باہر نکل کر منہ دکھانے کے
قابل نہیں سخت گرمی نے مرتوں کو اور مار رکھا ہے۔ دوسری طرف عثمانیوں کے
پاس سامان رسد کی ذرا کمی نہیں۔ آٹا۔ جو۔ لوبیا کھجوروں وغیرہ کے ٹیلوں کی
طرح بڑے بڑے ڈھیر لگے پڑے ہیں جن پر حفاظت کے واسطے کپڑے پڑے
رہتے ہیں۔ جرمنی کی جماعت صلیب احمر جبل غریان میں شفاخانے بنانے کیواسطے
روانہ کر دی گئی ہے۔ عرب کھلے لفظوں میں علی رؤس الاشہاد کہہ رہے ہیں کہ گو
عثمانی افیسر جنگ پر نہ بھی تیار ہوں مگر ہم جانیں لڑانے کو تیار ہیں اور سبز رنگ
کا علم نبویؐ نکال کر مذہبی جہاد کرتے رہیں گے۔ انگریزی ہلال احمر کی امداد کی خبر نے
مجاہدین میں مسرت و اطمینان کی کیفیت پیدا کر دی ہے کیونکہ اس سے یورپ
کے عنایت فرما ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء کو درنہ کے معرکے میں صرف چار ہزار عرب مجاہدین تھے جنہوں
نے صبح سے لیکر دو گھڑی رات گئے تک اطالویوں کا قافیہ تنگ کئے رکھا
واقعی اگر بہادر مجاہدین کو درنہ کے باشندوں کے نقصان جان و مال کا خیال نہ
ہوتا تو وہ لازمی طور پر مرتے مارتے شہر درنہ میں گھس جاتے۔ اگرچہ انہوں نے شہر
کا رخ نہیں کیا مگر پھر بھی اطالوی بہادروں کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ انہوں نے
ڈر کے مارے اپنا اسباب جہاز میں بھجوا دیا تھا۔ اطالویوں کے اس معرکے میں ۲۰۰
مقتول ہو گئے جن میں ۷۰ افسر بھی شامل ہیں۔ اور عثمانیوں کے ۳۶ جن میں ۲۵ قبیلہ
راعصہ کے لوگ تھے اور ۷۰ عثمانی مجروح ہوئے مگر زخم نہایت خفیف ہیں عثمانیو

کے ہاتھ بہت سے ذخائر واسلحہ آئے ہیں اُن میں تین سو بندوقیں ہیں۔ نیز پانچ دن پیشتر طبروق میں جو معرکہ ہوا تھا اس میں تین سو عرب تمام دن اطالویوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور انجام کار شکست دیکران کے مورچوں میں گھس گئے اور دو سو آدمی فی النار والسقر کئے اور ان کے صرف ۱۶ شہید اور تیس مجروح ہوئے۔ اطالوی قیدیوں سے معلوم ہوا کہ ان تیس عربوں کے مقابلہ میں چار ہزار اطالوی آئے تھے۔ اس معرکے میں عربوں کو پچاس خانہ دفتیں اور ذخائر کے بہت سے صندوق بھی ملے۔ لطف یہ ہے کہ طبروق درنہ بنغازی تینوں جگہ مجاہدین ایک دن حملہ آور ہوکر فتحیاب ہوئے۔ خدا کا شکر ہے کہ میدان جنگ میں ترکوں کے شجاعانہ کارنامے چار جرمنی افسر بھی اپنے آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں؛

ل

۲۷ مارچ ۱۹۱۲ء کو غازی انور بے نے تار دیا تھا کہ بنغازی کا اطالوی جنرل بھی مقتول ہوگیا ہے۔ ایک اطالوی غبارہ باز نے عثمانی فوج پر گولہ پھینکا مگر خدا کے فضل سے کسی کا بال تک بیکا نہیں ہوا۔ ۱۹ مارچ کو اطالوی غبارہ باز نے ازراہ شرارت ہلال احمر کے شفاخانوں پر بھی گولے برسائے مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔ المؤید کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ بن غازی سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر مقام فوہات میں عثمانیوں اور اطالویوں کی مڈبھیڑ ہوئی تمام دن شدید زور آزمائی ہوتی رہی شام کے وقت اطالوی سترہ سو سپاہی اور بیالیس افسر مقتول اور جلد چلنے والی توپیں میدان جنگ میں چھوڑ کر چلتے بنے مجاہدین تعاقب کرتے ہوئے شہر کے بالکل قریب پہنچ گئے مگر وہاں پہنچ کر ایک طرف تو اطالوی جہازوں نے موسلا دھار مینہ کی طرح گولے برسانے شروع کئے اور دوسری جانب اہل شہر کے نقصانات کا اندیشہ دامنگیر ہوا لہذا مجبوراً واپس آگئے۔ اطالویوں نے جو توپیں میدان جنگ میں چھوڑیں وہ انہیں خود بیکار کرتے گئے۔ عثمانیوں کی طرف سے ۱۲۰ شہید ہوئے

اور ۵۰ مجروح ٭

طرابلس کے عثمانی افسروں اور مجاہدین نے پرنس محمد علی پاشا برادر حضرت خدیو المعظم اور اہل مصر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ انہوں نے مصیبت زدگان بیروت کی دستگیری فرمائی ٭

اطالوی بہادری کا اندازہ

المویدکے نامہ نگار میدان جنگ سے تار دیا ہے کہ کل شب ہم کوئی بیس آدمی جن میں دو جرمن والنیٹر افسر اور کچھ مصری اور کچھ کرٹی تھے باہر نکلے اور سیر کرتے کرتے ناظورہ کے مورچوں سے ۲۵۰ میٹر کے فاصلہ تک پہنچ گئے جہاں ہم نے اطالوی غیر مدفون لاشیں پڑی دیکھیں اور اسی دیکھ بھال میں مصروف ہی تھے کہ اطالوی توپوں نے آتشباری شروع کر دی دو گولے ہم سے کوئی بیس بیس میٹر پر پھٹے جس کے بعد ہم نیچے اتر کر وادی میں چھپ گئے اور اطالوی یہ خیال کرکے کہ عثمانی حملہ آور ہونا چاہتے ہیں رات بھر گولہ باری کرتے رہے۔ پھر اگلے دن اطالویوں کی تین رجمینٹ جہاز اور قلعہ ناظورہ سے نکلیں جس پر ادہر سے مجاہدین کی بھی چار سو کی جمعیت آگے بڑہی مگر اطالوی یہ دیکھکر کہ مجاہدین پیشقدمی کرکے حملہ کرنا چاہتے ہیں اپنے مورچوں میں گھس گئے اس کے بعد مجاہدین میں سے ڈیڑھ سو آدمی مقرر کر دے گئے جو رات بھر اطالوی گولہ بار فوج کے مقابلہ پر ڈٹے رہے۔ اور صبح کے وقت جانے پر معلوم ہوا کہ اطالویوں کے کچھ آدمی رات کو کام آئے مگر مجاہدین کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ میری پیشین گوئی ہے کہ روما سے کل ہی خاص دروغ کے گھڑے ہوئے تار پہنچیں گے کہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ مارچ کو عثمانی طبروق کے اطالوی مورچوں پر بڑے زور سے حملہ آور ہوئے مگر اطالوی بہادروں نے نقصان عظیم پہنچا کر پسپا کر دیا ٭

کے بعد پیپرس سے آستانہ وارد ہوئے اور جلالتمآب کی حضوری سے مشرف ہونے پر آپ نے نہایت ہی نیازمندانہ خلوص کا اظہار فرمایا۔

۲۶ر مارچ ۱۹۱۲ء کو عثمانی رسالہ لارین غازی سے تار دیتے ہیں کہ ۱۳ر مارچ کو ہم نے دشمن پر ایک چھوٹا سا حملہ کیا جس میں بہت سی ڈھالیں۔ ٹیلیفون کے تار وتار کے کھنبے اور دیگر آلات ہمارے ہاتھ آئے۔

غازی انور بے کی تین چٹھیاں

۲۷ر مارچ ۱۹۱۲ء

چونکہ غازی انور بے قبل از جنگ برلن کے ترکی سفارتخانے میں متعین تھے اس لئے جرمنی کے لوگوں سے ان کے دوستانہ تعلقات ہیں اور وہ ان کے پاس چٹھیاں بھیجتے رہتے ہیں ان میں سے جرمنی اخبار لوکال انزیجر نے حال میں تین چٹھیاں شائع کی ہیں ان کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

پہلی چٹھی

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ میں درنا پہنچا ہی تھا کہ مجاہدین جوق در جوق آنے شروع ہو گئے اور خدا کے فضل وکرم سے سب ہٹے کٹے قوی الجثہ ہاتھ پاؤں کے مضبوط اور غیور شجاع ہیں۔ ان کی پیشانیوں سے پرانے زمانے کے عرب بہادروں کی خوبیاں نمایاں ہیں۔ وہ بہ آواز بلند کہتے آتے ہیں کہ ہم غرور ونخوت کو سلام کرکے فرمانبرداری کے لئے آئے ہیں۔ آپ ہماری جانوں کے مالک ہیں جو ارشاد ہوگا بجا لائیں گے انہوں نے درختوں کے سائے میں ایک عظیم الشان مجلس منعقد کرکے قسمیں کھائی تھیں کہ جب تک دشمن موسلادھار بارانی کی طرح گولہ باری کرتا رہے گا۔ وہ اپنی خارا شگاف تلواروں کو نیام میں نہ رکھیں گے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے یقین دلایا کہ اگرچہ ان کے

[illegible]
جانیں قربان کر دیں گے - پھر غازی انور بے نے جملہ معترضہ کے طور پر یہ تحریر فرمایا کہ
مجھے ان کا پاس نا کہنا بہت بھلا معلوم ہوتا ہے - بارگاہ ایزدی میں التجا کرتے ہیں کہ
خدا مجھے اپنے فضل و کرم سے توفیق دے کہ میں ان کے خیالات کو سچ کر دکھاؤں
میں ہر کام میں ان کا شریک رنج و راحت ہوتا ہوں - آج مشائخ عرب بھی آئے
اور انہوں نے اطاعت و اخلاص کے حلف اٹھائے - تمام عربوں کا خیال ہے
اور وقت کے لحاظ سے مفید مطلب بھی ہے کہ میں جلالتمآب سلطان المعظم کا فرزند ہوں

دوسری چھٹی

میں اس کیفیت کا اندازہ نہیں کر سکتا جو اطالوی دست درازی کے سبب سے
ہم پر طاری ہے اُس نے ہمارے دل سے زخموں کی تکلیف اور دشمن کی کثرت
تعداد کا خیال محو کر دیا - ہم میں سے ہر ایک کی یہی خواہش ہے - کہ یا مر مٹیں یا فتحیاب
ہوں مختلف قبایل کے مختلف العمر لوگ جن میں سفید ریش کے بزرگوں سے
لیکر سبزہ آغاز نوجوان تک شامل ہوتے ہیں سب کے سب لڑنے مرنے پر تلے
ہوئے ہیں - اور ان کا یہ مقولہ ہے کہ بہادر مرد میدان کی ایک موت اور نامرد کی
سینکڑوں موتیں ہیں۔

مجاہدین کی آمد کے وقت ایک عجیب قابل دید نظارہ ہوتا ہے کہ کندھے
پر پرانی طرز کی دقیانوسی بندوقیں - دائیں ہاتھ میں ایک تھیلا جس میں تھوڑے
آٹے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور بائیں ہاتھ میں تھگی ماندی اونٹنی کی نکیل - عورتوں
بچوں کے ہاتھوں میں نیزے یا بندوقیں۔

عورتیں بھی اس جنگ میں بہت کچھ حصہ لے رہی ہیں وہ مجاہدین کی صف میں
کسی کو روٹی دیتی ہیں کسی کو پانی کسی کو گولیاں - پھر وہ مریضوں کی دوا دارو نہایت

سے دفن کر دیتی ہیں۔ بہر حال ہم جس حال میں ہیں خوش ہیں اور خدا سے اس بات کے خواستگار ہیں کہ وہ ہماری مدد کرے۔

تیسری چٹھی

میں سخت تکلیف میں ہوں کیونکہ ہر کام مجھے اپنے ہاتھوں سے کرنا پڑتا ہے کل کی لڑائی میں خفیف سا زخمی بھی ہو گیا ہوں۔ مجھے بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میرے مجاہدین گو بہادر ہیں اور ان کی بہادری کی آگ بھڑکتی رہتی ہے مگر کبھی کبھی بے قاعدگی بھی کر لیتے ہیں۔ خاصکر ان کے حملوں کے وقت فتح وظفر کے جنگی قانون کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ ہمارا نقصان اب تک کم ہوا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میں سب مصائب برداشت کرکے اپنے فرض منصبی کو پوری جانفشانی سے سر انجام دوں۔ کیونکہ یہی ایک فرض ہے جس کے لئے ہر متنفس پیدا کیا گیا ہے اور خدا ہر ایک کو اس کے کرنے کی توفیق بخشے۔

ہم ایک ایسے گاؤں میں گذرے جس کے باشندوں پر خیانت حکومت اور اطالوی میل جول کا اتہام لگایا گیا تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو باشندگان دیہہ کی ایک بہت بڑی جماعت آئی اور فوراً یا ابن الخلیفہ کہہ کر صف مجاہدین میں شریک ہو گئی اور اپنی برائت اور بے لوث ہونے کا ثبوت دینے لگی جسے دیکھ کر مجھے اطالویوں پر بے ساختہ ہنسی آئی۔

چوتھی چٹھی

غازی ممدوح چوتھی چٹھی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے کل تک نہایت آرام و اطمینان سے دن گذارے مگر کل ہی معلوم ہوا کہ دشمن اپنی خندقوں اور مورچوں کو درست کرکے آمادہ جنگ ہے۔ مجاہدین بھی اس امر کا بڑے شوق واضطراب سے

انتظار کر رہے تھے اللہ اللہ کر کے کل صبح کے وقت اطالوی پرندے اپنے گھونسلے سے باہر نکلے اور اپنی توپوں سے آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہم پر لوگوں کے انگارے برسانے لگے اور اسی طرح ہم سے ایک سو میٹر کے فاصلے پر پہنچ گئے اب تو میں نے بھی مجاہدین کو حملے کا حکم دیا اور وہ دشمن پر شیروں کی طرح ٹوٹ پڑے اور ایسا زبردست دباؤ کیا کہ اطالوی بزدلوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ہتھیار وغیرہ میدان جنگ میں چھوڑ کر اپنے قلعوں کی طرف بھاگ نکلے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد انہیں تازہ کمک پہنچ گئی اور انہوں نے ہم پر زبردست حملہ کیا۔ اگرچہ ہم تعداد میں تھوڑے تھے مگر ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے اور دن چھپے تک میدان کارزار خوب گرم رہا آخر ذرا تاریکی ہونے پر اطالوی پیٹھ دکھا کر چلتے بنے۔

کاش مجھے معلوم ہو کہ ہماری اس فتح وظفر کا تذکرہ آپ کے یورپین اخبارات بھی کرتے ہیں یا نہیں مجھے ایسی باتوں کا یہاں بھی بہت شوق رہتا ہے۔

پانچویں چٹھی

غازی انور بے پانچویں چٹھی میں رقم فرماتے ہیں کہ میں آج ایک بڑی لڑائی کی خبر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی کیفیت اس طرح ہے کہ میں مجاہدین میں ہتھیار تقسیم کر رہا تھا کہ اطالوی دیو آتشین کی طرح بے خبری کے عالم میں ہم تک آ پہنچے۔ میں نے ان کی فوج پر نظر ڈالی تو میمنہ چار رجمنٹیں اور دو توپیں دکھائی دیں اور میسرہ میں ایک رجمنٹ اور ایک توپ اور قلب لشکر میں دو رجمنٹیں اور چار توپیں۔ مگر میں نے ان کی کثرت تعداد و زیادتی اسلحہ وغیرہ کی مطلق پروانہ کی اور خندقوں پر لگی ہوئی توپوں سے گولے برسانے کا حکم دے دیا۔ ہماری توپوں نے خوب زور سے آتش باری کی اور ہماری پیادہ فوج نہایت استقلال مگر ... سے اطالویوں کو ...

گیا تھا۔ ہماری پیادہ فوج بجلی کیطرح چمک کر حملہ آور ہوئی اور چپقلش کے بعد اطالویوں کے چھکے چھڑا دئے ہم انہیں ایک خوفناک دیو دکھائی دینے لگے اور ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ انہیں میدان سے بھاگ جانا پڑا۔ اس معرکہ نے ہماری ہمتیں بڑھا دیں۔ ہماری میسرہ فوج نے دشمن کی گردن میں خار اشتگاف تلواریں گھونپتے ہوئے دور تک تعاقب کیا۔ میں بھی میسرہ میں کٹ کر گرتی ہوئی گردنوں لڑھکتے ہوئے سروں اور انسانیت و تہذیب کو ذبح ہوتے دیکھ رہا تھا مگر بایں قلق و اضطراب اطالوی کمان افسر کی لمحہ لمحہ کی نیرنگی و بے قراری دیکھ کر مجھے بے ساختہ ہنسی آگئی کہ ابھی تو اطالوی سپہ سالار صاحب فوج کو حملہ کرنے اور آگے بڑھنے کا حکم دے رہے تھے اور ابھی اپنے حکم پر خود عمل نہ کرسکے۔ ہم نے اس معرکے میں فصیل شہر تک اطالویوں کا تعاقب کیا اور دو توپیں۔ ڈھائی سو بندوقیں بتیس ہزار گولے آلات و اسلحہ جنگ کے پچیس صندوق اطالویوں سے چھینے۔ ان کا ایک کمان افسر۔ ایک کرنیل۔ پانچ رسالدار اور دو سو سپاہی میدان جنگ میں کھیت رہے۔ میں نے ایک اطالوی قیدی کو رہا کرنا چاہا۔ تو اُس نے جانے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں قید ہی میں اچھا ہوں۔ آخر وہ بندوقیں صاف کرنے میں ہمیں مدد دینے لگا۔ اب مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے حالت بہت جلد بہتر ہو جائیگی۔

کرنیل نیازی بے کا طرابلس میں پہنچنا

یکم اپریل ۱۹۱۲ء

بیان کیا جاتا ہے کہ آغاز جنگ کے وقت سے نیازی بے کو طرابلس پہنچنے کی دھن لگی ہوئی تھی مگر چاروں طرف سے رستے بند تھے۔ کوئی کارگر و موثر تدبیریں سمجھ

گھرے ہوئے ان کے ساتھ ان کا ایک غلام بھی تھا۔ اطالوی جاسوس اور مصری افسر جو ایسی باتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں انہیں بھی یہ معلوم ہو گیا کہ نیازی بے عربوں کے بھیس میں آرہے ہیں۔ اب کیا تھا۔ انہوں نے غیر جانب داری کے اصول کی پابندی کے خیال سے ناکہ بندی کرنے تمام پہرے والوں کو ہدایت کر دی کہ ایسی قطع وضع کے مسافر کو فوراً روک لیں۔ مگر نیازی بے بھی ان سب ہتھکنڈوں سے خوب واقف تھے۔ انہوں نے تو سنتے ہی یہ چال چلی۔ کہ اپنے غلام کا لباس تو بدستور عربی ہی رہنے دیا اور خود فرانسیسی پوشاک پہن کر انیسی صفائی سے نکل گئے کہ مصری افسروں کے فرشتہ خاں کو بھی خبر نہ ہوئی۔ جب ان کا غلام حدود مصر میں پہنچا تو اسے مصریوں نے نیازی بے کے دھوکے میں گرفتار کر کے قسطنطینیہ واپس بھیج دیا۔ اور ریلوٹر نے اطراف عالم میں تار دوڑا دیئے کہ حکومت مصر نے غیر جانب دارانہ روش کی بنا پر کرنل نیازی بے کو طرابلس نہیں جانے دیا۔ یکم اپریل کے اخبار العلم مصر نے لکھا ہے کہ نیازی بے بخیر و عافیت میدان جنگ میں پہنچ گئے ہیں عربی اور ترکی فوج نے آپ کا استقبال خوب دھوم دھام اور باجے گاجے سے کیا اور مجاہدین میں بہادری کی تازہ روح پھونک گئی۔

انور بے اور نیازی بے طرابلس میں موجود ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ اطالوی چند روز کے مہمان ہیں بہت جلد ایک آخری اور فیصلہ کن جنگ ہوگی اور سرزمین طرابلس اطالویوں کے قدوم نحوست لزوم سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائے گی۔ اور شمالی افریقہ سے اسلامی اثر زائل کرنے کیلئے اطالویوں اور ان کے دوستوں نے جو منصوبے گانٹھ رکھے ہیں ان سب کا قلع قمع ہو جائے گا۔ اور اسلامی جھنڈا نہایت تزک واحتشام سے لہراتا نظر آئے گا۔

گن جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ عثمانی فوج ظفر موج آخری معرکہ کے انتظار میں
دن گن رہی ہے اس کے پاس سامان رسد و ذخائر کی کچھ کمی نہیں۔ صحرائی بدو
برابر جوق درجوق بموجب آیۂ کریمہ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا جمع ہو کر دولت
میں داخل ہو رہے ہیں کثیر التعداد امریکن اور دیگر یورپین نامہ نگار مقیم خیمہ گاہ عثمانی۔
بہادر عربوں کی فرمانبرداری۔ جنگی قابلیت۔ بے قاعدگی۔ بہادری۔ اور شجاعت
کی کیفیت دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں۔

عثمانی تار کمپنی کا بیان ہے کہ بنغازی میں اطالویوں اور عثمانیوں میں ایک زبردست
معرکہ ہوا اطالوی ادعا کرتے ہیں کہ انہوں نے جنود عثمانیہ کو پسپا کیا۔ حالانکہ عثمانی
فوج ظفر موج نے اطالوی بزدلوں پر حملہ آور ہو کے اُن کا کچومر نکال دیا۔ معرکہ اور
حملہ نہایت ہولناک تھا۔ اگر اطالویوں کے جنگی جہاز اطالویوں کی امداد نہ کرتے تو واقعی
ایک اطالوی زندہ نہ بچتا اخبار بتی مارسیبہ کا بیان ہے کہ اطالوی عین زارہ سے
تین کیلو میٹر پیچھے ہٹ گئے۔ رؤسائے عرب میں سے سید ناصر مع سہ ہزار
مجاہدین اور سید بکر برادر حقیقی سید احمد شریف سپہ سالار قبیلہ بنی عدن میدان
جنگ میں آکر مجاہدین میں شریک ہو گئے ہیں۔ بنغازی میں مجاہدین فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
کی حالت نہایت اعلیٰ ہے اور اُن میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ بیروت
کے اخبار المفید کا بیان ہے کہ بنغازی سے ایک انگریزی نامہ نگار نے یہ خبر ارسال
کی ہے کہ ۱۷ر مارچ ۱۹۱۲ء کو بنغازی میں ایک زبردست معرکہ ہوا عثمانی فوج
دشمن کو مورچوں سے ہٹا کر اُن پر متصرف ہو گئی۔ اطالویوں کے بہت سے آدمی
مارے گئے اور ترکوں نے بہت سے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا۔

۱۵ر اپریل ۱۹۱۲ء کو بنغازی سے اللواء کا نامہ نگار تار دیتا ہے کہ ۳ر اپریل ۱۹۱۲ء

[illegible] کی اطالویوں سے مڈبھیڑ ہوگئی
مجاہدین اطالویوں کو اطالوی مورچوں کے قریب تک پسپا کرکے لے گئے۔ مگر مورچوں
کے قریب پہنچتے ہی اطالویوں کی پلٹن چند مٹرلیوز توپیں اور رسالہ پہنچ گیا دوسری
طرف سے اطالوی جہازوں اور قلعہ کی توپوں نے بڑی شد و مد سے گولہ باری
شروع کردی اور اس طرح اطالویوں نے مجاہدین پر گھیرا ڈالنا چاہا کہ اُن کے جانے
کا راستہ بند ہو جائے۔ مگر بعض ٹیلوں پر عثمانی فوج کے مخبر یہ حالت دیکھ رہے
تھے انہوں نے عبدالعزیز مصری المعروف بہ عزیز بک سپہ سالار کو خبر کردی
آپ فوراً ہی دو جماعتیں لے کر اس طریقہ سے حملہ آور ہوئے کہ اطالویوں کو اپنی
جان کے لالے پڑ گئے اور یہ خیال ہوا کہ کہیں ہماری ہی واپسی کا راستہ بند نہ ہو
جائے۔ اس لئے وہ اپنے مورچوں کی طرف پسپا ہوگئے اور مجاہدین اسباب رسد و
ذخائر بطور مال غنیمت لے کر واپس آئے۔ اطالویوں کے اس معرکہ میں ۲۰ افسر
اور ۸۰۰ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے اور عثمانیوں کے دو مشہور شجاع شیخ
عبدالکریم رکن رکین قبیلہ حسنین ورسیہ اور ایک اور عرب شہید ہوئے اور چند مجروح
جن میں سے ایک شیخ عبدالرب رکن قبیلہ سلیمان عواقیر اور دو اور افسر ہیں جن کے
ہاتھوں میں چوٹ آئی ہے۔ اور حملہ کے وقت سپہ سالار کے قریب محفوظ مقام پر تھے

غازی انور بے کا تار

۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء

غازی انور بے ۸ اپریل کو تار دیتے ہیں کہ ۳ اپریل ۱۹۱۲ء کو بنغازی میں بہادر مجاہدین
کی ایک جمعیت نے فویہات کے قلعوں کی طرف بڑھ کر قلعہ لنامہ پر آتش باری کی
دشمن بھی پلٹن رسالہ اور مٹرلیوز توپیں لیکر مقابلہ کے واسطے باہر نکلے۔ مگر ہمارے
بہادر مجاہدین نے اُن کے منہ پھیر دیئے اور جنگی جہازوں [illegible]

اطالوی کسی [illegible] کا بال بیکا نہ کر سکے - دن کے چھ بجے ایک [illegible] تھائی ملین - ایک رسالہ
اور گن کی توپ سے مجاہدین کی کمک کے طور پر پہنچ کر اطالویوں کو پسپا کر دیا
اور عثمانی اطالویوں کے تین مرکزوں پر قابض و متصرف ہو گئے - اطالویوں
کے ۱۵۰ مقتول ہوئے جن میں افسر بھی شامل ہیں - اطالویوں کے گولوں کا
اندازہ جو انہوں نے اس جنگ میں برسائے دو ہزار سے زیادہ لگایا جاتا ہے
مگر بایں ہمہ ہمارے صرف دو شہید ہوئے اور چھ مجروح اس سے دشمن
کی بہادری اور قادر اندازی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے - رجمنٹ ۱۲۴ کی کمپنی
نمبرا کے ابراہیم ملازم دغالبا (رسالدار کو کہتے ہیں) بھی زخمی ہو گئے ہیں جنہوں
نے میدان جنگ میں واقعی حیرت انگیز شجاعت و ثابت قدمی دکھائی ہے
نیز سلیمان عسکری بک حسن نوری بک حسن رفری آفندی - محمد علی آفندی اہالی
بنغازی طلبائے فسیکیر جنگی مدرسہ نے اپنی فوجی خدمتیں نہایت تندہی سے انجام
دیں - قبیلہ عواقیر کے خاندان ابراہیم مصراطی نے بھی جو داد شجاعت دی وہ
نہایت قابل تعریف ہے - عمر منصور پاشا مبعوث بنغازی بنفس نفیس سوار مجاہدین
میں شریک ہوئے اور آپ نے اپنی بہادری سے ناظرین کو محو حیرت کر دیا -

ادہم پاشا اور ایڈیٹر انبا اہالی (مصر)

عبدالقادر آفندی ایڈیٹر اہالی اور سپہ سالار ادہم پاشا اسکندریہ میں باہم ملاقی
ہوئے اور جنگ کے متعلق سوال و جواب کی شکل میں حسب ذیل گفتگو ہوئی :-

ایڈیٹر القاہرہ - طرابلس میں مجاہدین کا اب کیا حال ہے ؟

ادہم پاشا - امید سے زیادہ اچھی حالت ہے البتہ اطالویوں کا حال بہت خراب ہے
طبروق کے اطالوی سپہ سالار کو میں نے چیلنج بھی دیا تھا کہ میدان میں آجائے - مگر

عبد القادر - کیا عربوں کے پاس اطالوی اسلحہ کثرت سے ہیں؟

ادہم پاشا - اکثر اسلحہ اطالویوں ہی سے چھینے ہوئے ہیں - تمام عرب مسلح ہو گئے ہیں - مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کرتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ قبیلہ بومریم کا متوسع نامی ایک شخص پانچ مسلح اطالویوں پر حملہ آور ہوا - اور پانچوں کو قتل کر کے ان کی بندوقیں لیے ہوئے اپنے کیمپ میں واپس آ گیا۔

عبد القادر - کیا آغاز جنگ میں عرب کچھ نافرمان اور سست تھے؟

ادہم پاشا - عرب خود جنگ پر آمادہ تھے - انہیں بلانے تک کی ضرورت نہ تھی - انہوں نے ہماری آواز پر فوراً لبیک کہا۔

عبد القادر - آغاز جنگ کے وقت کتنی فوج تھی؟

ادہم پاشا - دس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔

عبد القادر - اب درنا - طبروق اور بنغازی میں کتنی فوج ہے؟

ادہم پاشا - ان ہر سہ فوجی مرکزوں میں مجاہدین کی تعداد چالیس - پچاس - اور کبھی کبھی ساٹھ ہزار تک پہنچ جاتی ہے - اور جدھر زیادہ ضرورت ہوتی ہے - مجاہدین ادھر روانہ کر دیئے جاتے ہیں - اور ان میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے

عبد القادر - کیا قبایل سنوسیہ بھی میدان جنگ میں آ گئے؟

ادہم پاشا - درنا - طبروق اور بنغازی میں تو قبایل سنوسیہ کے اکثر آدمی پہنچ گئے ہیں - خود بڑے شیخ یعنی سید احمد شریف کفرہ میں مقیم تھے - مگر اٹھائیس دن ہوئے کہ ان کے لئے اونٹ وغیرہ بھیج دیئے گئے تھے - اور وہ غازی انور بے کی ملاقات کے لئے درنا تشریف لانے والے تھے - شیخ موصوف نے تمام مریدوں کو عثمانی فوج میں شریک ہونے کی ہدایت کر دی ہے اور یہ دھمکی دی ہے

عبدالقادر۔ عرب انور بے سے کس طرح پیش آتے ہیں

مڈہیم پانتنا۔ عرب انور بے کی بہت قدر و منزلت کرتے ہیں۔ خصوصاً جب سے
انہیں یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ انور بے کو سلطان المعظم کی دامادی کا شرف حاصل ہے
تو اُن کی ارادت و محبت کی کچھ انتہا نہیں رہی ۔

۱۰ اپریل ۱۹۱۲ء کو عثمانی اخبار اللوید کو خبر ملی ہے کہ چھ طبرون کے سواحل کی حالت
بھی قابل اطمینان نہیں اطالویوں کے باقی بیڑے بالکل بیکار ہو گئے ہیں۔

یونانیوں اور فرانسیسیوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو ہوائی جہاز نذر دینے کے
لیے چندوں کی فہرستیں کھولی ہیں اسی بنا پر اڈیٹر اللواء نے بھی اہل مصر سے اپیل کیا
ہے۔ کہ کم از کم دو ہزار پونڈ کی ناچیز رقم جمع کر کے وہ بھی ایک غبارہ دولت علیہ عثمانیہ
کی خدمت میں پیش کر کے اپنی محبت و ارادت کا ثبوت دیں اور خلافت عظمیٰ کا ہاتھ بٹائیں

۱۲ اپریل ۱۹۱۲ء کو المویدکا نامہ نگار تار دیتا ہے کہ ترک درنا میں بہت کوشش کر
رہے کہ کسی طرح اطالوی بہادر اپنے مورچوں سے باہر نکلیں اور دست بدست
لڑائی کریں۔ مگر وہ کب نکلنے والے تھے۔ انجام کار مجاہدین کو یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا
کہ انہوں نے شہر درنا کا پانی بند کر دیا۔ اس پر اہل درنا نے شور مچا کر قیامت بپا کر دی
کہ پانی کا بندوبست کرو۔ باشندگان درنا کے الحاح و اصرار سے تنگ آ کر اطالویوں
کو اپنی تین کمپنیاں چشمہ واپس لینے کے لئے روانہ کرنی پڑیں جن کی ڈھائی سو عربوں
سے مڈبھیڑ ہو گئی اور آدھی رات سے لیکر صبح تک برابر نبرد آزمائی ہوتی رہی۔ اطالوی
توپوں نے کانوں کے پردے پھاڑ ڈالے۔ اس پر عثمانی افواج کو خیال ہوا کہ شاید
اطالویوں میں بہادریوں کا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ کچھ کر کے دکھانا
چاہتے ہیں لہذا ایک زبردست دستہ تیار کر کے اُن کے مقابلے کے لئے میدان

مورچوں میں جا گھسے۔ درنا کے لوگوں کا بیان ہے کہ بعض اطالوی کمپنیوں نے میدان جنگ میں جانے سے صاف انکار کر دیا تھا لہٰذا وہ اور ان کے افسر تہ تیغ کر دیئے گئے اس کے علاوہ اہل درنا یہ بھی کہتے ہیں کہ ۴ مارچ ۱۹۱۲ء کی لڑائی میں کچھ اطالوی سپاہی اہل درنا کو ایک ایک فرنک دے کر ان کے گھروں میں قفل بند ہو کر چھپ رہے تھے اور شام کے وقت چپکے سے فوج میں جا کر شامل ہو گئے۔

۸ اپریل ۱۹۱۲ء کو سیدی عبد اللہ بن نفیس مجاہدین تاک میں بیٹھے ہوئے تھے جب ادھر سے ایک اطالوی کمپنی گزر رہی۔ تو انہوں نے اس پر گولیاں چلا کر پانچ اطالویوں کو فی النار و السقر کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر اطالوی توپوں نے گولہ باری کر دی ادھر عثمانی سپہ سالار نے بھی مجاہدین کی جماعت بطور کمک روانہ کر دی۔ اسے دیکھتے ہی اطالویوں نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ اس کے بعد پانچ بجے کے قریب اطالویوں نے مجاہدین سے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ مٹیر لیوز توپ خانہ بھی ان کی مدد پر تھا۔ انجام کار اطالوی شام کے قریب اپنے مورچوں میں گھس گئے۔ اطالوی مورچوں کی چھ توپیں گولہ باری میں مصروف تھیں مگر پھر بھی ترکی توپ خانہ نے ایک توپ بالکل بیکار کر دی۔ اطالویوں نے اس لڑائی میں جہاز اور مورچے کی توپوں سے دو ہزار سے زیادہ گولے برسائے ہوں گے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے عثمانیوں کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ چالیس کے چالیس توپچی صحیح و سلامت واپس آئے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اطالویوں کو ہمارے توپچیوں کے کھڑے ہونے تک کی جگہ معلوم نہ ہوئی اس لڑائی میں ہمارے چھ آدمی خفیف زخمی ہوئے۔ جن میں پلٹن مٹیر لیوز فوج جندارمہ کا ایک ایک سپاہی ہے اور تین عرب۔

زکی آفندی کی کمان میں مجاہدین کی ایک چھوٹی سی جمعیت طبرق کے اطالوی

توپچی مقتول ہو کر نیچے گر پڑے اور دو زندہ رہے مگر وہ فوراً ہی فرار ہو گئے جس سے
یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا وہ بھی زخمی ہوئے ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد اطالوی توپوں
نے گولہ باری شروع کر دی اور آٹھ بجے دن تک آگ برساتے رہے۔ مگر خدا کے
فضل و کرم سے مجاہدین میں سے کسی کا بال تک بیکا نہیں ہوا۔

غازی انور بے کا تار

۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء کو غازی انور بے میدان جنگ سے تار دیتے ہیں کہ کل شام
کو ہماری ایک جماعت قلعہ جدیدا اور طبروق کے درمیان کمین گاہ میں بیٹھی رہی جب
اطالوی کمپنی قلعہ سے باہر نکلی تو مجاہدین نے آگ برسا کر انہیں تتر بتر کر دیا۔ اطالویوں
کو راہ گریز اختیار کرنی پڑی اور ہمارے مجاہدین بغیر ضرر اپنے کیمپ میں واپس آ گئے۔
اسی رات کو دس ترک قلعہ کی سڑک سے ہو کر گذر رہے۔ اور جب وہ شہر طبروق کے قریب پہنچے
تو چند اطالوی مع مال مل گئے۔ ترکوں نے ان سب سے سامان چھین لیا۔ اسی رات کو ترکوں کی ایک
جمعیت طبروق میں اطالوی کمپنی کے مقابل ہوئی۔ مگر اطالوی میدان جنگ میں پندرہ مقتول
چھوڑ کر چلتے بنے۔ نیز اسی تاریخ کو پھر خفیف سی مڈبھیڑ ہوئی جس میں اطالویوں کو تین آدمیوں کا نقصان
اٹھانا پڑا اور عثمانی بالکل محفوظ و مامون رہے بلکہ بیس اطالویوں کے کپڑے وغیرہ
بھی چھین لائے۔

میدان جنگ کی چٹھی

۲۰ اپریل ۱۹۱۲ء

غازیٹ دی فرنکفورٹ کا جنگی نامہ نگار لکھتا ہے کہ اطالویوں کی بری گت بن رہی
ہے۔ سلطان المعظم کا یہ حکم سن کر کہ عثمانی جھنڈے کے نیچے لڑنے والے ہر مجاہد کو نصف
ترکی پونڈ تنخواہ ملے گی اندرون ملک سے ہزاروں کی تعداد میں پہاڑی عرب چلے آ رہے
ہیں۔ جو میدان کے رہنے والے عربوں سے بڑھ چڑھ کر بہادر ہیں۔ امید لگائی جاتی ہے

کہ ان کی تعداد روز بروز رو بہ ترقی رہے گی۔ اکثر اوقات ترک افسر عربوں کو بے قاعدہ
حملوں سے نہیں روک سکتے۔ چنانچہ قرقریش کا حملہ بھی جس میں عرب اطالوی توپوں
سے تین کیلومیٹر کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ جنگی قواعد کے لحاظ سے ایک قسم کا جنون
ہی ہے۔ مگر عرب وقت بے وقت اندھیری راتوں میں حملہ کرنے سے نہیں چوکتے۔
ترکی فوج کی حالت روز بروز نہایت اعلیٰ ہوتی جاتی ہے خصوصاً جب سے مبشر
کی کمان محی الدین نے لی ہے لشکر کا حال بالکل قابل اطمینان ہے۔ عرب امرا ترکی
افسروں کے ساتھ شریک ہو کر اس امر پر برابر غور و فکر کرتے رہتے ہیں کہ بغیر قواعد کے
عربوں کو کس طرح دھاوا کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ اطالوی اپنے بیہودہ وعدوں
سے عربوں کو خواہ مخواہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ اطالویوں کی ایک نہیں
سنتے چنانچہ اطالویوں کی ان حرکتوں سے بگڑ کر سلیمان بیرونی نے پندرہ سو آدمی کی
جمعیت سے اطالویوں پر قرقریش میں ایک زبردست حملہ کیا اور کہا کہ میں اطالوی
وعدوں کا بہترین جواب دینے جاتا ہوں۔

۱۲ اپریل ۱۹۱۲ء کو سکندریہ کے اخبار غازٹ کے پاس اس کے نامہ نگار کا میدان
جنگ سے یہ تار آیا ہے کہ میں برقہ سے ۴ اپریل ۱۹۱۲ء کو درنہ پہنچا۔ یہاں غازی
انور بے اور مجاہدین بہت اچھی حالت میں ہیں۔ فوج کی جنگی قابلیت نہایت اعلیٰ
ہے۔ عربوں اور ترکوں کو پورا یقین ہے کہ انجام کار میدان ان کے ہاتھ رہے گا۔

اطالوی اخبار کوریرو یلا سیرا کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ چند روز ہوئے اعلیٰ ساخت بندوقوں
کے دو سو صندوق مصر کی راہ سے برقہ گئے ہیں۔ یہ بندوقیں شام سے آئی ہیں۔ اس
کے علاوہ ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء کو مربوط سے ایک شخص ابو انعام نامی پچاس ہزار پونڈ
اور کنواں کھودنے کے آلات لے کر برقہ کی طرف روانہ ہوا ہے۔ کیونکہ عربوں کو میٹھے

جا رہا تھا۔ یونان کے دخانی جہاز میں گرفتار ہوا ہے ۔

۲۵ اپریل ۱۹۱۲ء کو عثمانی تار کمپنی کا بیان ہے کہ درنا میں دو لڑائیاں ہوئیں۔ پہلی لڑائی میں مجاہدین کی مختصر سی جمعیت اطالوی مورچوں کے قریب ایک اطالوی کمپنی پر حملہ آور ہوئی۔ دوران جنگ میں کچھ اطالوی تو حسب معمول بھاگ نکلے اور کچھ اپنی جان بچانے کیلئے آگ برسانے لگے۔ ایک گھنٹہ تک معرکہ کارزار گرم رہا اس کے بعد تمام اطالوی سپاہ اپنی جان بیکر چلتی بنی اور مجاہدین بھی کسی قسم کا نقصان اٹھائے بغیر کیمپ میں واپس آ گئے۔ اگلے دن عثمانی خندقوں کے دس محافظ سپاہیوں نے سامنے سے آتے ہوئے چند اطالویوں پر گولیاں چلا کر تین کو ڈھیر کر دیا۔ اس کے بعد ایک اطالوی کمپنی بھی دور سے دکھائی دی مگر وہ دیکھتے ہی دیکھتے بغیر جنگ کئے اپنے مورچوں میں واپس چلی گئی ۔

۲۸ اپریل ۱۹۱۲ء کو فرانسیسی اخبار باری جرنل کا نامہ نگار میدان جنگ سے رقمطراز ہے کہ اطالوی نقصان عظیم اٹھا کر قلعہ ابو قماش کو خالی کر گئے۔ اول اول تو انہوں نے ابو قماش کی طرف فوجیں اُتارنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ مگر جب فتحی بک نے یحیٰی بک کو سوار اور پیادہ جمعیت دے کر حملہ آور ہونے کیلئے بھیجا۔ تو اطالویوں نے مقابلہ کے بعد سخت شکستیں کھائیں۔ ترک و عرب ان کی صفوں میں گھس گئے اور ایسے زبردست حملے کئے کہ اطالویوں کو اپنا مرکز چھوڑ کر ساحلی جہازوں کے سایہ میں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ اس معرکے میں مجاہدین میں سے ایک شہید اور پچاس آدمی زخمی ہوئے۔ مگر اطالویوں نے بہت نقصان اٹھایا۔

اسی لڑائی کی بابت الطان کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ ترکوں اور اطالویوں میں صبح کے چھ بجے سے دوپہر کے ایک بجے تک سخت جنگ ہوتی رہی۔ باوجودیکہ اطالویوں

کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے بعد جنگی جہازوں کے گولوں نے ترکوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ دو ترکی توپوں نے قلعہ کی اطالوی توپوں کو بیکار کر دیا۔
شام کے وقت اطالوی توپوں نے سیدی سعید کے ترکی فوجی مرکز پر دو گھنٹہ تک گولے برسائے جس سے صرف ایک آدمی مجروح ہوا۔
۲۰ اپریل ۱۹۱۲ء کو ٹیونس کے اخبار زہرہ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۱۲ء میں محمد نامی ایک تاجر کی چٹھی چھپی ہے جس میں وہ رقمطراز ہیں کہ برج بوقماش میں اطالوی فوجوں کے اُترنے کی خبر یورپین اخبارات نے بالکل غلط چھاپی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس مقام پر صرف ترکی سپاہی بطور مخبر متعین تھے۔ جو اطالوی جہازوں اور توپوں کو دیکھکر چلتے بنے اور اطالوی فوج بغیر مقابلہ و مدافعت قلعہ میں اتر گئی۔ ان سپاہیوں کے خبر دینے پر زوارہ سے عرب سواروں کی جمعیت حملہ کیلئے روانہ کی گئی مگر اس وقت اطالویوں کا بری و بحری انتظام ٹھیک نہ تھا۔ اس لیے وہ قصداً پیچھے ہٹ گئے۔ اور اگلے دن پوری تیاری سے آگے بڑھے۔ جہیں ترک سپاہی جو گشت کر رہے تھے انہیں دیکھتے ہی مدافعت پر آمادہ ہو گئے۔ اطالویوں نے بری و بحری توپوں سے دھواں دھار گولہ باری شروع کر دی۔ توپوں کی آوازیں سن کر سیدی سعید نوابل اور زوارہ کے سوار مجاہد اس تیز رفتاری سے روانہ ہوئے کہ چشم زدن میں میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ اور فریقین میں سخت گھمسان کا رن پڑا۔ بری و بحری توپوں نے اس کثرت سے گولہ باری کی کہ معلوم ہوتا تھا آج سرزمین طرابلس کا تختہ پلٹ جائے گا۔ صبح سے ظہر کے وقت تک لڑائی رہی۔ مگر اس کے بعد کچھ اطالوی تو کشتیوں پر سوار ہو کر جہازوں میں چلے گئے۔ اور بعض از خود رفتہ و بے سر و سامان

اُن کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے - اور اسی مجروح - اور اطالوی ایک پندرہ سو سے زیادہ صرف مقتول ہوئے - مجروحین کا ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکا - اطالویوں کا میدان جنگ میں اس قدر خون نکلا - کہ بعض مقامات پر گھوڑے پھسل پھسل گئے - انجام کار اطالویوں کو بہت سا سامان چھوڑ کر میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا ایک اطالوی کشتی بھی بیکار ہو کر ڈوب گئی - اہل زوارہ کے ہاتھ مال غنیمت اس کثرت سے آیا ہے کہ ایک شخص نے صرف موم بتیاں ہی بیس پاؤنڈ کو فروخت کی ہیں +

زوارہ کے ساحل پر ایک شیشی میں سے اس مضمون کی چٹھی ملی ہے کہ میں فلاں جہاز سے اہل زوارہ کو خبر دیتا ہوں کہ آج اُن پر فلاں وقت حملہ ہوگا - لہذا انہیں تیار ہونا چاہیئے مگر میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم اطالویوں کو عربوں کے مقابلے میں خشکی پر اترنا نصیب نہ ہو - چٹھی کا مضمون فرانسیسی زبان میں ہے - چٹھی اور شیشی سید محمد موسیٰ حاکم زوارہ کے پاس موجود ہے +

غازی انور بے کے دو تار

یکم مئی ۱۹۱۲ء

غازی انور بے نے درنہ سے تار دیا کہ عثمانی فوج ظفر موج نے دشمن کے قلعوں کے قریب مورچے تیار کر لئے ہیں جن کی آڑ میں مجاہدین نے اپنی اپنی بندوقوں سے اطالوی محافظ فوج پر آگ برسائی - اطالوی اپنی معمولی عادت کے مطابق ایک گھنٹہ تک گولہ باری کر کے پیچھے ہٹ گئے - اگرچہ ان کے نقصان کی ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہو سکی - مگر قیاس غالب ہے کہ بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے ہوں گے - بفضلہ تعالیٰ ہمارے مجاہدین میں سے کسی کا بال تک بیکا نہیں ہوا - تین مئی ۱۹۱۲ء کے تار میں غازی ممدوح نے تین اطالویوں کے مقتول

ایک اطالوی سیاح اور ایک اطالوی نامہ نگار کی گفتگو

روما سے اخبار ہاڑی جنرل کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ میرا ایک اطالوی دوست جو مختلف ممالک کی سیاحت سے حال ہی میں روما واپس آیا ہے۔ میں اس سے ملا اور دوران ملاقات میں میری اس کی حسب ذیل گفتگو ہوئی:-

نامہ نگار۔ جنگ طرابلس کے متعلق اہل مصر کا کیا خیال ہے؟

سیاح۔ انہیں یقین ہے کہ طرابلس و بنغازی میں اطالوی فوج کی حالت بہت ابتر ہو رہی ہے۔ وہ اپنے مورچوں اور جنگی جہازوں کی زد سے ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکی:-

نامہ نگار۔ مصریوں کی کیا رائے ہے۔ آیا جدید مجلس مبعوثان افریقہ کی سرزمین میں زمین کا کچھ حصہ چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائیگی؟

سیاح۔ ترکوں کی طرح مصریوں کا بھی یہی خیال ہے کہ دولت عثمانیہ طرابلس کی زمین کا ایک چپہ بھی نہ دے گی۔ اس کے علاوہ میں جس وقت جرمنی و آسٹریا گیا تو وہاں کے باشندوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے چھ مہینے سے اپنی ایک لاکھ بیس ہزار فوج طرابلس اتار رکھی ہے مگر اس نے اب تک کوئی نمایاں کارگذاری نہیں دکھائی ایسی حالت میں یہ اندازہ کیونکر لگایا جاسکتا ہے کہ انجام کار تمہیں منصور و مظفر ہو گئے موجودہ صورت میں دنیا کی کوئی سلطنت ٹرکی کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اپنا ایسا علاقہ تمہارے حوالے کر دے جس پر تم قابض و متصرف نہیں ہوئے اگر صلح کے وقت تم طرابلس سے نہ نکالے گئے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ سواحل پر تمہارا قبضہ برقرار رکھا جائے۔ یہ تو غیر آدمیوں کی رائیں ہیں۔ مگر ہمیں خود اپنی موجودہ حالت کا اندازہ کرنا چاہیے۔ واقعی بات یہ ہے کہ ہمارے افسروں کی

پہنچ سکی ہے کہ ہمارے کبھی خواہ بھی ہماری فتح و ظفر سے مایوس ہو گئے ہمارا فرض ہے کہ اپنی ضائع شدہ عظمت کو دوبارہ حاصل کریں ورنہ ہم ٹرکی کو کسی طرح مجبور نہیں کر سکیں گے۔

اطالویوں کی متواتر شکستیں

۵ مئی ۱۹۱۲ء

کو جب کہ ترکی فوج کے طلایہ دستہ نے اطالویوں کی آہٹ پائی تو اس نے دشمن پر گولیاں برسائیں جن سے اطالویوں کے تین سپاہی ہلاک ہو گئے۔ ہمارا دستہ اطالوی ٹیلیفون کا تار کاٹ کر بخیریت واپس آ گیا۔

۶ مئی ۱۹۱۲ء کو آج جندارمہ اور باقاعدہ فوج کے ۲۲ سپاہیوں نے سیدی عبداللہ میں اطالویوں کے مشرقی اور مغربی مورچے منہدم کر دیئے۔ دوسرے دن صبح کو معلوم ہوا کہ اطالویوں کی تین کمپنیاں خندقوں سے باہر نکلیں۔ عثمانی سپاہیوں نے دشمن پر گولیاں چلائیں جن سے حسب معمول اطالوی بہت زیادہ نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے اور ہمارے جانباز سپاہیوں میں سے ایک کا بھی نقصان نہ ہوا۔

۷ مئی ۱۹۱۲ء کو اطالویوں کے ایک طلایہ دستہ کی عثمانی سپاہیوں سے مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ اطالویوں کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ بھاگ نکلے مجاہدین نے اپنے بزدل دشمنوں کا تعاقب کیا اور آخر اطالوی خندقوں کے نزدیک ان کے کئی سپاہی مار ڈالے۔

۸ مئی ۱۹۱۲ء کو جب عقیل الابل کے قریب مشرقی جانب عثمانی فوج کی پانچ رجمنٹیں اطالویوں کے خندقوں کے قریب پہنچیں تو انہیں معلوم ہو گیا کہ دشمن لڑائی کے لئے باہر نہیں نکلے گا۔ لہذا ترکی فوج ساحل کی طرف بڑھی جہاں دو اطالوی کمپنیاں

۲۰ سپاہی مارے گئے اور تین زخمی ہوئے۔ اطالویوں نے آدھ گھنٹہ تک گولہ باری کی لیکن اس سے ترکوں کا بال تک بیکا نہ ہوا۔

۹ مئی ۱۹۱۲ء کو آٹھ اطالوی سپاہی ترکی خندقوں پر حملہ آور ہوئے جن میں سے دو تو ترکی بندوقوں کے نشانہ بنے وہیں ڈھیر ہو گئے اور باقی بھاگ گئے۔ اس کے بعد ترکوں کا ۱۲۰ اطالویوں سے مقابلہ ہوا۔ جب اطالویوں کے ۲ سپاہی پیوند زمین ہو گئے تو وہ بھاگ نکلے ترکوں نے ان کا ساحل تک تعاقب کیا۔ جہاں اطالویوں کے ۷ سپاہی مارے گئے اور دس سوار زخمی ہوئے۔ اس ہنگامہ میں ترکوں کا ایک آدمی بھی زخمی نہ ہوا۔

۱۰ مئی ۱۹۱۲ء کو غازی انور بے نے برقی خبر رسانی کی عثمانی ایجنسی کو حسب ذیل تار دیا کہ صبح کے وقت ہمارے طلایہ دستہ نے مورچوں کے سامنے ایک اطالوی دستہ دیکھا جس پر ہماری جمعیت نے دو سو میٹر کے فاصلہ پر آتشباری شروع کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ اطالویوں کے بیس آدمی مارے گئے اور تیس زخمی ہوئے۔ آخر اطالوی نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے اور ہمارے مجاہدین بغیر نقصان اٹھائے واپس آ گئے۔

اطالوی خندقوں کے قریب ترکوں نے اپنے مورچے قائم کر رکھے تھے۔ دشمن کا ایک دستہ باہر نکلا۔ ترکی مجاہدین پہلے ہی سے تیار تھے جنہوں نے اپنی آتشباری سے اطالویوں کے تین افسر اور آٹھ سپاہی قتل کر دیئے۔

۱۱ مئی ۱۹۱۲ء کو پندرہ عثمانی سپاہیوں نے اطالوی خندقوں کے پاس خبر رسانی کے تار کاٹ ڈالے۔

۱۲ مئی ۱۹۱۲ء کو ترکی فوج کے ایک دستہ نے اطالوی خندقوں کے قریب پہنچکر ٹیلیفون کے کھمبے توڑ ڈالے اور تار کاٹ کر اپنے ہمراہ لیتے آئے۔

کے ساتھ ترکی فوج کے میسرہ کی طرف بڑھی۔ لیکن اطالویوں کو اس پیشقدمی میں سخت ناکامی ہوئی۔ اور لڑائی میں اپنے دو سپاہی مقتول چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔
بنغازی کے گرد و نواح سے دو سو عرب (مرد عورتیں بچے بوڑھے) بھوک اور پیاس سے بے تاب ہو کر ترکی کیمپ میں آئے عزیز بک مصری کمان افسر نے نہایت فراخدلی کے ساتھ ان بینواؤں کا خیر مقدم کیا۔ انہیں کھانا کھلایا گیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد عربوں نے سلطان المعظم کے نام کے نعرے لگائے اور فتح کیلئے دعائیں مانگیں۔
۱۴ ارمئی ۱۹۱۲ء کو آستانہ کے اخبارات کا بیان ہے کہ اطالویوں نے جزیرہ استپالیا میں جو اپنی فوجیں اُتار دی ہیں۔ اور وہ اس کامیابی پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ استپالیا جیسے جزیرہ میں فوجیں اُتار دینا جس کی آبادی چند سو نفوس اور جس کی محافظ فوج چار جندارمہ سے زیادہ نہ ہو اور جہاں بے روک ٹوک فوج اتر سکتی ہو کوئی فخر و مباہات کی بات نہیں۔ باقی رہا روڈس کا معاملہ تو جیسا کہ تاروں سے معلوم ہوتا ہے۔ اطالویوں نے بجز لقانیا کے جو روڈس کے ایک گوشے میں واقع اور عثمانی فوج ظفر موج سے بالکل خالی ہے۔ اور کسی جگہ فوجیں نہیں اُتاریں۔ اور اس جگہ کے انتخاب میں یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ فاتح فوج کو فاتحانہ امنگوں میں سینہ پر مدافع عثمانیوں کے گولے گولیاں نہ کھانی پڑیں۔
مگر اطالویوں کو یاد رہے کہ روڈس استپالیا نہیں۔ وہاں کچھ نہ کچھ عثمانی بھی موجود ہیں جن کے عقب میں ہٹ جانے کا فعل صاف بتا رہا ہے کہ وہ اپنی عظمت و جلالت کی آخری دم تک حفاظت کریں گے۔ اور اگر اطالویوں نے یہاں بھی فوجیں آگے نہ بڑھائیں اور اپنے ساحل مرکز سے آگے نہ بڑھے تو طرابلس کی طرح

عثمانی نامہ نگار کا بیان ہے کہ ہفتہ کے دن ۸ بجے کے وقت گیارہ اطالوی جہازوں نے جزیرہ روڈس کا محاصرہ کر کے مقامات جون فیلاکس وتریاند میں شہر روڈس کے شرقی وغربی جانب اپنے جہاز ٹھہرا دیئے اور کوئی ڈھائی بجے روڈس کی پچھلی طرف گولہ باری کر کے اپنی فوجیں اتار دیں۔

عثمانیوں نے اول اول اطالوی افواج کا خیر مقدم کیا۔ اور توپخانہ کے دو افسروں اور کچھ سپاہیوں کو قتل اور افسروں کی ایک قطار کو گرفتار کرنے کے بعد اطالویوں کے جنگی جہازوں کی گولہ باری سے انہیں مجبوراً پیچھے کی طرف ہٹنا پڑا۔ اور اب انہوں نے ایسی اونچی گھاٹیوں پر اپنے مورچے بنا لیئے ہیں جہاں تک جہازوں کے گولے نہیں پہنچ سکتے۔ بعد ازاں اطالویوں نے مطلع صاف دیکھ کر شہر روڈس میں فوجیں اتار دیں اور گولہ باری کی دہمکی دیکر فرار شدہ باشندوں کو واپس بلا لیا

غازی انور بے کی چھٹی

دروغ باف اطالویوں نے غازی انور بے کی شہادت کی جھوٹی خبر مشہور کر دی تھی۔ اگرچہ اس سے قبل اس کی متعدد ذرایع سے تکذیب و تردید ہو چکی ہے مگر حال میں خود غازی انور بے نے اپنے ایک جرمن دوست کو میدان جنگ سے چٹھی لکھ کر رہا سہا شک رفع کر دیا ہے۔ ہم اس چٹھی کا اردو ترجمہ قسطنطنیہ کے ایک اخبار سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ہماری فوج میں آجکل غیر معمولی فرحت و انبساط کا دورہ ہے۔ اطراف وجوانب سے ہر وقت نغمہ وسرود کی جانفزا و گوش نواز صدائیں آتی رہتی ہیں۔ بہادر عرب اپنی سریلی تانوں میں جوشیلے عربی اشعار پڑھ پڑھ کر رجز خوانی کرتے رہتے ہیں مجاہدین میں بہت سے شعرائے نازک خیال موجود ہیں۔ جو شجاعت کے

غنیم کی شد و مد سے مذمت کی جاتی ہے۔ اور عرب ان نظموں کو اپنے عربی لہجے میں تالیاں بجا بجا کر خوب مزے سے گاتے ہیں۔

اس سے پہلے تو عرب آپس ہی میں کٹ مرا کرتے تھے۔ مگر اب وہ قومیت و یگانگت کے مفہوم کو بخوبی سمجھ گئے ہیں اور اب انہیں ایک ایسا جرار لشکر سمجھنا چاہیئے۔ جو ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنی عربی تلوار کا جوہر دکھا سکتے ہیں۔ یہاں کے اخراجات کا اس امر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ میں نے خود اپنے زیر کمان بیس ہزار مجاہدین پر تین مہینے کے عرصے میں پندرہ ہزار پاؤنڈ سے کچھ زیادہ خرچ نہیں کیا۔ اس کے برخلاف صرف اطالوی جہازوں کے کوئلے کا ہفتہ وار خرچ بیس ہزار پونڈ ہے۔ میں اس حالت سے بہت خوش ہوں۔

آخری لڑائیوں میں ہماری فوجی حالت نہایت قابل اطمینان ہو گئی ہے۔ کیونکہ مٹیر لیوزا اور پہاڑی توپیں ہمیں اطالویوں سے مل گئی ہیں۔ اور ہمارے لشکر میں مجاہدین کی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اطالوی فوج نے علم نافرمانی بلند کر رکھا ہے۔ وہ اپنے افسروں سے واپسی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ جو اطالوی میرے سامنے آتا ہے۔ میں اس کی جان بخشی کر کے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہوں۔ اس سے قبل جو مشائخ عرب حکومت سے سرکشی و تمرد اختیار کرتے تھے۔ آج سلطنت کی حلقہ بگوشی کو اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں

آپ لوگوں کے اخبارات ہماری شجاعت پر برابر بحث کیا کرتے ہیں۔ مگر ہمارے مجاہدین کو اس کا چنداں خیال نہیں وہ تو ایک وطنی و قومی فرض سمجھ کر جنگ میں شریک ہوتے ہیں۔ شجاعت و بزدلی کا پورا اندازہ اس حالت میں ہو سکتا ہے کہ غنیم اپنی خندقوں سے نکل کر آگے بڑھے۔ جرمن اخبارات مجھے "بطل الصندید" کا خطاب

مصداق ہے اس لئے از راہ نوازش آپ صرف میری نسبت یہ خطاب نہ لکھا کریں۔ بلکہ جملہ مجاہدین کو بصیغہ جمع الابطال تحریر کیا کریں۔ یہاں مجھے جنگ کی کچھ فکر نہیں۔ کیونکہ عرب خود بخود ہر وقت لڑنے مرنے پر تیار رہتے ہیں۔ البتہ اب میں رفاہ عام کے کاموں میں زیادہ مصروف رہتا ہوں۔ مثلاً کسی شہر میں بازار کھلوا دیا۔ کہیں سڑک بنوادی اور کسی جگہ ترقی تجارت کے وسایل پر عملدرآمد کیا۔

اگرچہ ساحل کی طرف سے ہماری امداد کے بظاہر تمام رستے بند ہو گئے ہیں مگر میں نے رومانیوں کے زمانے کی دو قدیم سڑکیں دریافت کر لی ہیں جو مصر و ٹیونس کی طرف جاتی ہیں۔ اور وہ ساحل سے پچاس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔ تمام رستے میں بدرقہ کے بجائے رومانیوں کے نشانات رہنمائی کے لئے موجود ہیں۔ میں نے عرب مشایخ اور ان کی اولاد کو موزر بندوقوں سے مسلح کر دیا ہے۔ میرے دستخط شدہ رقعوں کو عرب یہاں سونا چاندی سمجھتے ہیں۔ میرے پاس سیدنا شیخ سنوسی کا آج جو گرامی نامہ آیا ہے۔ وہ نہ صرف میرے لئے سرور و انبساط کا باعث ہے۔ بلکہ اس کے مضمون نے مجاہدین کی ہمت و عزیمت پر بھی خاص اثر ڈالا ہے۔ میں نے اس کا جواب بہت سے تحفہ و تحایف کے ساتھ روانہ کر دیا ہے :-

آج حسب معمول ہماری طلایہ اور اطالوی فوج میں مٹ بھیڑ ہوئی تو میں نے چند قبایل سے حملہ میں شریک ہونے کیلئے کہا۔ اور وہ میدان جنگ میں روانہ ہو گئے چند منٹ کے بعد میں خود گرداوری کیلئے نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام عرب تہلیل و تکبیر میں مصروف میرے نام پر ہتھیار اٹھانے کو تیار ہیں۔ میں اولاد مشایخ کی ایک فوج مرتب کر رہا ہوں جو بالکل باقاعدہ ہو گی۔ میں نے ان کی نشانہ بازی کا امتحان

میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ جب عرب قبایل پہلے پہل میرے پاس
آتے ہیں تو وہ ایسے بے سروپا سوالات کرتے ہیں کہ میں تنگ آجاتا ہوں۔ مگر
میں جس وقت صفوں میں گذرتا ہوں اپنی نسبت اُن کے حسن عقیدت وارادت کا
اندازہ کرتا ہوں تو مجھے بے انتہا مسرت ہوتی ہے۔ ہمارے کمپ میں دو کنوئیں
ہیں۔ جن سے حسب ضرورت پانی لیا جاتا ہے۔ باقی اشیائے خوردنی کی تو ایسی
افراط ہے کہ جتنی چاہئیں خرچ کر سکتے ہیں:۔

ہم نے بیماروں ناتوانوں کی مدد کیلئے پانچ جماعتیں متعین کر رکھی ہیں اور زخمیوں
کے لئے ساڑھے سات سو چارپائیاں بہم پہنچائی ہیں۔ مگر وہ سب کی سب
ہمیشہ خالی پڑی رہتی ہیں کیونکہ شجاع عرب زخمی ہو کر پلنگ پر لیٹنا باعث
ننگ وعار سمجھتے ہیں۔ اگر بدرجۂ مجبوری کبھی صاحب فراش ہوتے ہیں تو یہ
حالت تین چار دن سے زیادہ نہیں رہتی۔ میرے پاس عنقریب کچھ ملیں
قرش نقد اور دو سال کے اخراجات کی رسید مہیا ہو جائے گی۔ اس لئے
ہمیں صلح کی کبھی ضرورت نہ ہوگی:۔

بعض ہمسایہ طاقتیں ہم سے اچھا سلوک نہیں کرتیں۔ یہاں تک کہ وہ
ہماری فتح و نصرت کی خبروں کو بھی مشتہر نہیں ہونے دیتیں اور اطالویوں کی
طرف داری پائی جاتی ہیں۔ مگر جرمن قونصل خانہ سے ہر وقت پوچھتی رہتی ہیں
کہ فلاں اطالوی افسر تو مقتول یا اسیر نہیں ہوا میں چند روز کی کامیابی اور
حسن انتظام سے اطالویوں پر ایسا دو بھر ہو رہا ہوں کہ انہوں نے میرے
سر کے معاوضے میں بڑے بڑے انعامات مقرر کر رکھے ہیں۔ مگر مجھے اطمینان
ہے کہ میرا سر ایسا سستا نہیں جو کسی رقم پر اطالویوں کے ہاتھ آسکے۔ اس کے

بعد اطالویوں کو مدت مدید تک تو ہے کے چنے چبوا سکتے ہیں لہذا اگر میں شہید بھی
ہوگیا تو اس سے جنگ پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ البتہ اپنی موت سے پیشتر میری یہ
تمنا ہے کہ فوجی حالت درست ہو جائے میں اپنے ہر کام میں خدا پر بھروسا رکھتا
ہوں اور اُسی سے مدد چاہتا ہوں۔

آج کے معرکے میں دو اطالوی میجر اور کچھ نمبر اول کے رسالدار کام آئے میجروں
کی جیبوں سے بہت سے نوٹ برآمد ہوئے ہیں۔ جو میں نے براہ راست مقتولین
کے ورثا کے نام روانہ کر دیئے۔ اطالویوں نے مجھ سے یہ درخواست کی تھی کہ
پندرہ روز کے لئے جنگ موقوف کر دی جائے۔ مگر میں نے اس کو منظور نہیں کیا
ٹیونس اور مصر تک تار کا سلسلہ از سر نو قایم کر دیا۔

میں نے ایک دن اطالویوں پر حملہ آور ہونے کے لئے فوجیں تیار کیں تو انھوں
نے مقابلہ کے لئے تین رجمنٹیں آگے بڑھائیں۔ مگر مجاہدین نے انہیں حسب معمول
شکست دے کر اُلٹے پاؤں بھگا دیا۔ اسیر اطالویوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اس روز
اطالویوں کی آٹھ ہزار فوج جنگ میں شریک تھی۔ نیز مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُسی
دن میرے قایم مقام نے بنغازی میں بھی اطالویوں کو فاش شکست دی تھی لطف
کی بات یہ ہے کہ لڑائیاں ہماری داخلی اصلاحات میں مطلق سنگ راہ نہیں ہوتیں
اُن کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ ہمارے بڑے فوجی مرکز میں بہت جلد سڑک
تیار ہو جانے والی ہے۔ دول کے لئے بہتر ہے۔ کہ وہ صلح کی تحریک مکرر نہ کریں
ہم جنگ کا سلسلہ برابر جاری رکھیں گے۔ ہزیمت خوردہ اطالوی رفع خجالت کے
لئے مختلف سواحل پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ مگر ان باتوں سے کیا ہوتا ہے ہم نے
فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم ہر قسم کے مصائب اٹھائیں گے مگر اٹلی سے دب کر ہرگز صلح نہ

باقی رہے - ہماری آئندہ نسلیں ہم پر فخر کرنے کے قابل ہو جائیں - اور جنگ طرابلس کے مناظر لوگوں کو عرصۂ دراز تک یاد رہیں۔

آخری معرکہ میں اطالویوں کے ایک ہزار سپاہی اور انتالیس افسر قتل ہوئے اور ہمارے ایک سو بائیس ۱۲۲ مجاہدین اور ایک رسالدار شہید ہوا - اس کے بعد سے اطالوی بزدلوں میں یہ تاب نہیں رہی کہ خندقوں سے باہر نکل کر میدان میں دو دو ہاتھ کر سکیں - حالانکہ اس وقت تک جو کچھ ہوا ہے - وہ اُن مصائب کا عشر عشیر بھی نہیں جو اطالویوں کو آئندہ پیش آنے والے ہیں - دنیا دیکھ لے گی کہ اطالویوں کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔

میں نے تمام شیریں چشموں سے اطالویوں کا تعلق منقطع کر دیا ہے - انہیں مجبوراً جہازوں کے ذریعہ سے پانی منگانا پڑتا ہے - معلوم نہیں اطالوی سپاہ خندقوں میں کیوں پڑی ہے - اُس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے سے ہم اپنی افواج کی ترتیب و آراستگی کا اچھا موقع مل گیا ہے۔

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اطالویوں نے میرے سر کے لئے بڑے بڑے انعامات مقرر کر رکھے ہیں - اس پر ایک ظریف کو یہ سوجھی کہ وہ میرے بجائے ایک اور آدمی کا سر کاٹ کر اطالوی حکام کے پاس لے گیا - اور ان سے کہا کہ یہ غازی انور بے کا سر ہے - اس پر اطالویوں نے خوب بغلیں بجائیں اور تمام دنیا میں تار دوڑا دئیے کہ غازی انور بے شہید ہو گئے - اطالویوں کو میرے سر کے واسطے بہت سے پہاڑ ڈھانے اور دریا عبور کرنے پڑینگے - میں اپنے تمام ہواخواہوں کو اطلاع دیتا ہوں - کہ میں بفضلہ تعالے بخیر و عافیت ہوں اور اپنے فرض منصبی کو سرگرمی سے سرانجام دے رہا ہوں۔

یں ان کیا ہوں اور آپ کے اس خط میں کی طرف اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ بے
سروسامان عرب کس طرح اپنے وطن کی حفاظت اور زبردست غنیم کی مدافعت
کر رہے ہیں۔ اطالوی مال غنیمت کی وجہ سے طرابلس میں عربوں کے فوائد بہت کچھ
بڑھ گئے ہیں۔ اطالوی سپاہیوں کی بندوقیں اور کپڑے مجاہدین کی ملکیت ہو رہے
ہیں کھیتی باڑی کا کام بھی بے ادنیٰ تغیر بدستور جاری ہے۔ ورنہ کے سپہ سالار شکری
بک نے مجھے اطراف وجوانب کی سیر کرائی جب ساحل سے ذرا فاصلے پر پہنچے تو ہم
نے دیکھا کہ سینکڑوں عرب کھیت کیار میں موجود ہیں۔ شکری بک نے ان کی طرف
اشارہ کر کے کہا کہ ہماری فوج یہ ہے ان لوگوں کی موجودگی میں ہمیں کسی تیاری کی ضرورت نہیں
یہ توپ کی ایک آواز سن کر فوراً ایک مرکز پر جمع ہو سکتے ہیں یہی وہ شجاع عرب
ہیں جن کی ہیبت سے اطالوی سپاہی میدان جنگ میں ہتھیار چھوڑ کر بھاگ جاتے
ہیں۔ چند روز کا ذکر ہے کہ کچھ اطالوی تار کاٹنے کیلئے آگے بڑھے انہیں دیکھتے ہی عرب
خود بخود بغیر کسی افسر کے ایماء کے ان پر بلا کی طرح ٹوٹ پڑے اور بہت کچھ نقصان
پہنچا کر انہیں میدان سے پسپا کر دیا۔ بدوی عرب جنگ سے تنگ آنے والے نہیں
جب ان کا کوئی آدمی مجروح یا مقتول ہوتا ہے تو حکومت عثمانیہ پرورش کے خیال
سے نقد امداد دیتی ہے۔ ہم عربوں کا دل بڑھانے کیلئے سستی قیمت پر ان سے
اطالوی اسلحہ خرید لیتے ہیں۔

۸ ار مئی ۱۹۱۲ء کو السلطان کا جنگی نامہ نگار لکھتا ہے کہ اگرچہ خمس کی آخری لڑائی میں
عثمانی کم تھے۔ مگر سات گھنٹے کی لڑائی کے بعد انہوں نے اطالویوں کو ساحل تک
دھکیل دیا۔ اس کے بعد انہیں بحادری کی گولہ باری سے پیچھے ہٹنا پڑا۔

عثمانیہ شیر لوید کے پاس روما سے اس مضمون کا تار آیا تھا کہ اکثر اطالوی نامہ نگار

برقہ کی اطالوی فوج کے صحیح حالات اخبارات کو روانہ کر دیئے تھے۔

۲۰ مئی ۱۹۱۲ء کو عثمانی تارکمپنی کا بیان ہے کہ اطالوی رسالہ اور پلٹن مع توپخانہ اور مصنوع کے زنگیوں کی جمعیت کے ساتھ باہر نکلا۔ عثمانیوں نے آگے بڑھ کر خیر مقدم کیا۔ تین گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ انجام کار اطالویوں کو بہت زیادہ نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔ اور میدان میں مقتولوں کی لاشیں۔ پیادہ اور سواروں کے ترکش اور زنگیوں کی ٹوپیاں دستیاب ہوئیں۔ بعد ہ مجاہدین نے مورچوں کے قریب پہنچکر ٹیلیفون وغیرہ کے تار کاٹ ڈالے۔

درنا میں اطالوی قلعوں کا تین طرف سے محاصرہ کر کے مجاہدین گھات میں بیٹھ گئے جب اطالوی کمپنی باہر نکلی تو اس پر گولیاں چلا کر ایک افسر اور سات سپاہیوں کو قتل اور دو افسروں کو زخمی کر کے واپس آ گئے۔

خندق تیار کرنیوالی اطالوی فوج پر مجاہدین نے اچانک کمین سے آتشباری کر کے ۲۰ آدمیوں کو مقتول اور ۳۵ کو مجروح کیا۔ اطالوی اپنے کام سے رک گئے اور کچھ دیر فضول گولیاں برسا کر طبروق کی طرف پسپا ہو گئے۔

اطالویوں کا اخراج

۲۴ مئی ۱۹۱۲ء کو ایک ہزار اطالوی قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئے۔ انہوں نے کسی قسم کا رنج یا جوش ظاہر نہیں کیا۔ اس وقت تک قسطنطنیہ سے ۱۰ ہزار اطالوی نکل دیئے گئے ہیں۔

۲۴ مئی ۱۹۱۲ء کو وزارت جنگ کے پاس بنغازی سے تار آیا تھا کہ مجاہدین و اطالوی فوج میں مٹ بھیڑ ہوئی جس میں مجاہدین نے پورے طور پر شجاعانہ مقابلہ کیا۔ دو مٹیر لیوز اور دو اور توپیں دشمن سے چھینیں۔ اور اشیائے خوردنی وغیرہ بھی ہاتھ آئیں

کردکو [illegible] کرنے کی وجہ دریافت کرتے ہوئے کہا کہ یہ فعل دونوں سلطنتوں
میں شکر رنجی اور ناچاقی کا باعث ہوگا۔ طرفین کے دوستانہ تعلقات کشیدہ ہو
جائیں گے۔ اس پر وزارت خارجہ روس نے جواب دیا کہ فوجیں جمع کرنے کی
نمائش کا حکم ہماری سلطنت نے صادر کر دیا ہے ۔

۲۶ مئی ۱۹۱۲ء کو غازی انور بے سپہ سالار مجاہدین برقہ سے تار دیتے ہیں کہ بمقام
بوقادہ میں جو شہر سے صرف پاؤ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے ہمارے بہادر
شیروں نے اطالوی قلعوں پر حملہ آور ہو کر انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ اور اب شہر بن غازی
بری طرح محصور ہو رہا ہے اطالوی مقتولوں اور مجروحوں کی تعداد بہت زیادہ
ہے اس جنگ میں بہت سی بندوقیں اور ذخائر بطور غنیمت عثمانیوں کے ہاتھ آئے

۳۱ مئی ۱۹۱۲ء کو غازی انور بے درنہ سے تار دیتے ہیں کہ ہماری ایک طلایہ جماعت
۲۹ مئی ۱۹۱۲ء کو شب کے وقت ایک افسر کے زیر کمان نکلی مگر اسے اطالویوں
تک پہنچنے کا راستہ نہ ملا حتے کہ صبح کے وقت دو پیادہ اطالوی کمپنیاں باہر نکلیں
جن میں سے ہمارے مجاہدین بیس کو مقتول اور پندرہ کو مجروح کر کے اپنی فوج
میں آ گئے اور اطالوی اپنے خندقوں کی طرف چلے گئے نیز اسی شب کو چند ارمہ
کی ایک جمعیت ساحل کی طرف گئی تو اس کا ایک اطالوی کمپنی سے جو سڑک بنانے
کے واسطے باہر آئی تھی مقابلہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر لڑائی کے بعد اطالوی اپنے تئیس
سپاہیوں کو قتل کرا کے پیچھے اور ہماری کمپنی بغیر ضرر واپس آ گئی۔ اطالوی اس خفیف
سی جنگ میں بھی اپنے حسب معمول توپوں سے گولہ باری کرتے رہے۔ اسی دن
ایک اطالوی رسالہ ہمارے سر پر آیا تو مجاہدین نے گولیوں سے اس کے دو سپاہیوں
کو مار ڈالا۔ اگلے دن تیس کو آیا تو ترکی توپوں کا دہانہ اپنی طرف ہوتے دیکھکر لوٹ گیا

کی مگر عثمانیوں کی آتش فشانی نے انہیں اپنے ارادہ سے باز رکھا۔ اطالوی گولہ باری
سے ایک چکی تباہ ہوئی۔ گو بہت سی اطالوی سپاہ کو فوجی سزائیں بھی دی گئیں مگر فوج
میں بغاوت کی روز افزوں ترقی ہے۔ بعض اطالویوں نے بن غازی میں اپنے
آپ کو عثمانیوں کے سپرد کر دیا ہے۔ ایک اور پوری مسلح رجمنٹ بھی اپنے آپ کو
عربوں کے حوالہ کرنا چاہتی تھی مگر عربوں نے اس شک کی وجہ سے کہ مسلح فوج کے
اپنے آپ کو حوالہ کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے آتشباری شروع کر دی جس سے
اطالویونکو پیچھے ہٹنا پڑا۔ مگر لوگوں کا خیال ہے کہ دھوکا نہیں بلکہ فی نفسہ رجمنٹ
مذکور جنگ سے تنگ آکر قید میں رہنا پسند کرتی تھی اور یہ عربوں سے غلطی ہوئی ہے
مشرقی تار کمپنی کے پاس فینا اور برلن سے ۲۳ مئی ۱۹۱۲ء کو اس مضمون کے
دو تار آئے تھے کہ فینا کے اخبارات کا لہجہ موجودہ جنگ کے متعلق بہت سخت
ہے۔ حکومت سے دریافت کیا جاتا ہے کہ جنگ کے نقصانات سے جب
اسٹریا تباہ ہو جائیگا تو اس وقت اٹلی کے معاہدات کس کام آئیں گے۔ لہذا پہلے
سے انتظام کرنا چاہئیے۔

جرمنی کے لوگ مسئلہ طرابلس میں اٹلی کے حد سے زیادہ مخالف ہو رہے ہیں
اخبار برلینہ تاجبلاد رقمطراز ہے کہ وزارت گلاٹی کی غلطی کی تلافی ناممکن ہے۔ اطالوی
جنگی جہازوں کی نقل و حرکت غیر جانبدار دول کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہی ہے

میں نے درنہ میں کیا دیکھا

اخبار "غازٹ" کے نامہ نگار نے میدان جنگ میں پہنچ کر ایک چٹھی چھپوائی ہے۔ ہم
اس کا اردو ترجمہ ۲ جون ۱۹۱۲ء کے اخبار "العلم" سے ذیل میں درج کرتے ہیں
نامہ نگار موصوف لکھتا ہے۔ میں اونٹ کی سواری ۲۸ گھنٹہ مسافت طے کرنے
کے بعد براہ ماتو درنہ پہنچا۔ جہاں مرا دیک خواد سابق حاکم بنغازی سے ملاقات ہوئی

یہ صاحب اپنے عہدے کے متعلق حکومت سے کچھ ہدایتیں لینے کیلئے عنقریب استبول تشریف لیجانے والے ہیں - اگلے دن غازی عثمانی کمپ میں جو شہر درنہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے - میرا گذر ہوا - یہاں احمد فواد بک سپہ سالار عرب مجاہدین کی خدمت میں شرف باریابی حاصل ہوا - چند منٹ کے بعد اسی مقام پر غازی انور بے اطالویوں سے چھینی ہوئی میکسیم توپوں کا تجربہ کرتے ملے - غازی ممدوح کا قد چھوٹا - سیاہ چھوٹی ڈاڑھی چمکیلی آنکھیں - اور چہرہ چوڑا ہے - آپکے بشرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بہت زیادہ غور و فکر کے خوگر ہیں - اور جو بات سوچ بچار کے بعد دل میں ٹھان لیتے ہیں - پھر اس پر نہایت استقلال و پامردی سے علمدر آمد کرتے ہیں - غازی انور بے ملاقات کے بعد مجھے اپنے خیمے میں لیگئے اور وہاں بہت دیر تک ہم آپس میں بات چیت کرتے رہے ۔

میدان جنگ سے دور رہنے والے ایسے بہت کم لوگ ہونگے جو اطالویوں کے حقیقی حالات سے واقف ہوں - اس کا بڑا سبب یہ ہے - کہ اطالوی ذرایع سے جو خبریں شایع ہوتی ہیں ان میں اطالوی اپنی ہزیمتوں پر دیدہ و دانستہ پردہ ڈال دیتے ہیں - عثمانی کمپ میں اب تک کوئی جنگی نامہ نگار نہ تھا جو دنیا کو عموماً اور یورپ کو خصوصاً اصل حالات سے آگاہ کرتا - میری موجودگی میں بمقام درنہ جو لڑائیاں ہوئیں - میں نے ان کے واقعات کا یورپین اخبارات کے نامہ نگاروں کے بیانات سے مقابلہ کر کے دیکھا تو زمین آسمان کا فرق نظر آیا - اطالوی اخبار روشن پہلو دکھانے کے لئے اور کچھ نہیں تو جھوٹی خبریں ہی گھڑتے رہتے ہیں - میدان جنگ میں پہنچنے سے بیشتر اطالوی اخبارات کو پڑھ کر ہمیں شبہ ہوتا تھا - کہ تمام صوبۂ طرابلس پر اطالوی قبضہ نہیں ہوا - تو کم از کم طرابلس کے اکثر حصے خصوصاً سواحل پر تو ضرور

[illegible]

ہر درنہ جس کی آبادی پانچ چھ ہزار نفوس کی ہوگی۔ ایک مضبوط شہر پناہ گھرا
ہوا ہے۔ جو ہمال ہیں اطالویوں نے اپنی حفاظت کے واسطے تیار کی ہے۔ اس کے
علاوہ بڑے بڑے پتھروں کا سلسلہ بھی جابجا پھیلا ہوا ہے۔ جو شہر کے حقیقی
محافظ کا کام دیتے ہیں۔ نصف کیلو میٹر کے فاصلے پر اطالویوں نے ایک اونچی
جگہ اپنی حفاظت کیلئے مورچے تیار رکھے ہیں۔ جہاں سے ایک سڑک وسط
شہر درنہ تک جاتی ہے جو وادی درنہ کے نام سے موسوم ہے۔

اطالویوں نے مجاہدین کی مدافعت کیلئے دو مرکز تیار رکھے ہیں۔ ایک کا سلسلہ
مشرق اور دوسرے کا مغرب کی طرف چلا گیا ہے۔ دونوں مرکزوں کے
درمیان ایک رستہ جو درنہ سے شہر تک جاتا ہے محفوظ رکھا گیا ہے اس
کے ذریعہ سے ایک مرکز کی فوج دوسرے مرکز کو منتقل کی جاسکتی ہے دونو
مرکزوں میں قلعے بھی بنے ہوئے ہیں۔ جن پر اطالویوں نے تین پہاڑی توپ
خانے اور میدانی توپیں چڑھا رکھی ہیں۔ غربی جانب کا قلعہ جسے شیہا کہتے ہیں
ساحل سے ایک کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور شرقی سمت کا قلعہ
اس سے بھی قریب ہے۔ یہ ہر دو مقامات اطالویوں کی آخری جولان گاہ
ہیں۔ جہاں سے وہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اطالوی آغاز جنگ میں
بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ مگر پھر بتدریج پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اس کے
بعد انہوں نے کئی مرتبہ پیش قدمی کی کوشش کی۔ مگر شجاع عرب ہمیشہ پسپا کرتے رہے
اطالویوں نے اپنے فوجی مرکز کے گرد خاردار تاروں کے تین جنگلے لگا
رکھے ہیں۔ اس کے بعد بم کے گولوں اور پھندوں سے اپنی حفاظت
کے بہت سے سامان کر رکھے ہیں۔ مگر پھر بھی ترک و عرب شکاریوں کی طرح

فلیپا کے اخبار کا وہ پرچہ جس میں ۲۰ مئی کی چھوٹی سی چھیڑ چھاڑ کا ذکر ہے اس وقت میرے سامنے پڑا ہے۔ اس کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اخبار مذکور کے نامہ نگار نے اطالویوں سے کافی رشوت لیکر اپنا اُلو سیدھا کیا ہے۔ یا ازراہ تعصب دیدہ و دانستہ سفید جھوٹ بولا ہے اُس کا بیان ہے کہ اطالوی صبح سے شام تک نہایت عزم و ثبات سے مقابلہ کرتے رہے۔ اور انہوں نے غنیم کو کئی مرتبہ اپنی سنگینیوں سے پیچھے ہٹا دیا۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ایک اطالوی رجمنٹ کو دیکھا کہ عربوں کی ایک چھوٹی سی جمعیت کی مدافعت کیلئے جو اطالویوں کے اگلے مورچوں کو تباہ کئے ڈالتی تھی باہر نکلی۔ مگر جیسا کہ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے۔ وہ آگے بڑھ کر حملہ آور نہیں ہوئی۔ اطالوی افسروں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ رجمنٹ آگے بڑھے مگر ایک اطالوی سپاہی کو بھی پیش قدمی کی جرأت نہ ہوئی۔ باقی رہا سنگینیوں کا معاملہ تو میرا خیال کیا بلکہ دعوے ہے کہ کوئی اطالوی سپاہی ایسا بہادر نہیں جو سنگین سنبھال کر دست بدست لڑائی کر سکے۔ ظہر کے وقت عربوں نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ اطالویوں کو مجبوراً کسی قدر پیچھے ہٹنا پڑا۔ مگر انہیں فوراً کمک پہنچ گئی۔ اور میدان میں کچھ عرصہ کے لئے ان کے قدم جم گئے۔ لیکن شام کے پانچ بجے اندرونی مورچوں کی طرف پسپا ہوتے ہوئے اطالویوں نے ایسا تماشا دکھایا جس کی ایک یورپین فوج سے کسی حالت میں بھی توقع نہیں ہو سکتی۔ اطالویوں کے بڑے قلعہ اور میدان کار زار کے درمیان صرف ایک ہزار میٹر کا قلیل فاصلہ تھا۔ مگر اطالوی سپاہی ایسی بدحواسی سے بھاگے کہ فوجی ترتیب بھی مطلق قایم نہ رکھ سکے۔ دس ایک طرف بھاگے۔ تو بیس دوسری جانب۔ کہیں کہیں دو دو چار چار کی ٹولیاں بھی

اطالویوں کا بیان ہے کہ ترکوں عربوں کو ڈیڑھ سو آدمیوں کا نقصان اٹھانا پڑا

اور اگلے دن کھائیوں میں سینکڑوں لاشیں ملیں - مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ لاشیں

عربوں کی تھیں یا اطالویوں کی - اس کے علاوہ انہوں نے کسی مصلحت سے اس

بات کو بھی چھپایا ہے کہ عرب اس لڑائی میں اطالویوں کی سو بندوقیں بھی لیگئے

ہیں جنہیں وہ بھاگتے وقت میدان میں چھوڑ گئے تھے - یہ بندوقیں آج کل عثمانی

میگزین میں موجود ہیں۔

یہ میرے چشم دید مشاہدات ہیں جن سے اطالوی خبروں کی پورے طور پر قلعی

کھلتی ہے - اطالوی دنیا کے سامنے اپنی بہادری کی داستانیں تو بہت پیش

کرتے ہیں - مگر ایک کمزور عرب سے وہ اپنی تیغ شجاعت کا لوہا نہیں منوا

سکتے - اطالویوں کا بیان ہے کہ اس لڑائی میں ڈیڑھ سو ترک مارے گئے

لیکن دراصل ۲۱ مجاہد شہید اور پچیس مجروح ہوئے تھے۔

۴ جون ۱۹۱۲ء - آج کل اطالوی غبارے بکثرت اڑتے رہتے ہیں - مگر

انہیں ہماری فوج تک آنے کی جرأت نہیں ہوتی لہذا ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا

سکتے - پچھلے دنوں ایک اطالوی غبارہ بارہ غبارے وسیع خیمہ پر گشت لگاتے

ہوئے گولے پھینکے مگر کسی کا بال تک بیکا نہ ہوا۔

دو دن کی بات ہے کہ بہادر عرب اطالوی قلعہ میں گھس گیا اور چند محافظ سپاہیوں

کو قتل کر کے اُن کی بندوقیں لیکر بلا ضرر عثمانی فوج میں واپس آگیا۔

کل مجاہدین کا ایک مجرد دستہ نکلا - تو بن غازی کے باغوں تک جا پہنچا - جہاں

اطالویوں سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی - دونوں طرف سے خوب آگ برسی - ترک

افسروں نے اس خیال سے کہ بنغازی کے قریب پہنچنے پر اطالوی کو دکر میدان

بزدل اپنی عادت کے مطابق اپنے چند سپاہیوں اور افسروں کو کٹوا کر پیچھے ہٹ گئے

۸ر جون ۱۹۱۲ء کو اطالوی سپاہ کا جس نے اپنے آپ کو برضا و رغبت عثمانیوں کے حوالہ کر دیا ہے بیان ہے کہ وہ اشتراکی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، چونکہ انہیں جنگ جاری رکھنے میں کوئی فائدہ نظر نہ آتا تھا اس لئے انہوں نے عثمانی قیدی بننا منظور کر لیا۔ انہیں کا بیان ہے کہ اس وقت تک صرف بنغازی میں اطالوی فوج کا نقصان بیس ہزار تک پہنچ گیا ہے۔

غازی عزیز بک سپہ سالار بن غازی اطالوی قیدیوں سے نہایت اچھا سلوک کر رہے ہیں۔ اور آپ نے عثمانی فوج کو تاکید کر دی ہے کہ اگر اطالوی دغا فریب نہ کریں تو انہیں بے روک ٹوک آ جانے دیا کریں۔

اطالویوں کی تباہی

۲۵ر جون ۱۹۱۲ء کو المؤید کا نامہ نگار میدان جنگ سے ۲۵ر جون کو تار دیتا ہے کہ خمس میں مجاہدین رات کے وقت خفتہ بخت اطالویوں کے مورچوں پر ایسے چپ چاپ جا دھمکے کہ انہیں اُسی وقت خبر ہوئی جب ترک و عرب ملک الموت کی طرح اُن کے سر پر پہنچ گئے۔ اب کیا تھا مجاہدین نے غدار دشمن کا تیغ بیدریغ سے صفایا کرنا شروع کر دیا اور اطالوی بھگوڑوں کی ایسی بری طرح خبر لی کہ ان کو اپنے ساڑھے بائیس سو سپاہی مقتول اور تین ہزار مجروح کر اکے ساحل کی طرف بھاگ جانا پڑا۔ اطالویوں کے نو بڑے اور انیس چھوٹے افسر کام آئے۔ سپہ سالار غازی خلیل بک نے فوق العادت شجاعت و شہامت دکھائی۔ بہت سے اسلحہ و ذخایر و سامان رسد عثمانیوں کے ہاتھ آیا عثمانیوں کا کوئی قابل ذکر نقصان نہیں ہوا۔

۲۶ر جون ۱۹۱۲ء کو اطالویوں نے مصراطہ پر حملہ کرنے کیلئے تین رجمنٹ آگے بڑھائیں

کو مجبوراً بہت زیادہ نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا ؂ ۱۳

۲ر جولائی ۱۹۱۲ء کو حکومت اٹلی نے حسونہ کو جس نے محض حُب جاہ کی دیوانگی میں وطن فروشی کر کے اطالویوں کو طرابلس بلایا تھا - اوّل اوّل تو صوبۂ طرابلس کا وکیل مقرر کیا مگر پھر اس جگہ سے ہٹا کر شہر طرابلس کا رئیس مقرر کیا اور اب وہاں سے بھی معزول کر کے اس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کر دیا ہے ؂

۸ر جولائی ۱۹۱۲ء کو المویہد کے نامہ نگار نے میدان جنگ سے تار دیا کہ دو دن کا عرصہ ہوا کہ بنغازی میں غبیلہ برانصہ و قطارنہ کے دو عرب اطالوی قلعہ میں جا گھسے - اطالویوں نے کچھ زنگیوں اور اطالویونکی جمعیت گھات میں بٹھا رکھی تھی جس نے نو وارد بے خبر عربوں کا محاصرہ کر لیا - عرب مدافعت میں برابر شیرانہ مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ قطارنی مجاہد نے جام شہادت پی لیا اور دوسرا دریا میں کود کر تیرتا ہوا دوسری طرف سے نکل کر عثمانی فوج میں آملا - دوسرا دن ہوا تو اطالویوں کو خیال ہوا کہ رات کے حملہ آور دو عرب اہالی کو یفیہ میں سے تھے اطالوی جہاز کو یفیہ کی طرف متوجہ ہوا اور گولے برسائے - جن سے ایک شخص مجروح ہوا جو آج کل ہلال احمر کے شفاخانے میں زیر علاج ہے - ہمیں تحقیق طور پر دریافت ہوا ہے - کہ اطالوی مقابلہ کیلئے میدان میں نہیں آتے جب تک کہ زنگی اُن کے ساتھ نہ ہوں - اطالوی افسروں کی جان پر سخت مصیبت نازل ہے ؂

عثمانی فتح

۱۹۱۲ء

عثمانی وزارت جنگ نے طرابلس سے آیا ہوا برقی پیغام شایع کرایا ہی جس میں مرقوم ہی کہ ۲۸ر جولائی کو غنیم کی ایک بہت بڑی جمعیت سیدی سعید میں مجاہدین پر حملہ آور ہوئی - اور سات گھنٹہ کی زبردست معرکہ آرائی کے بعد کچھ آگے بڑھی - مگر ابھی پیر نہ جمنے پائی تھی کہ مجاہدین کے شدید حملے نے رجعت القہقری پر مجبور کیا - ناچار پسپا ہونا پڑا - مجاہدین نے ساحل تک تعاقب کیا - اور اطالویونکو

جدید مدرسوں کا افتتاح

۱۵ر جولائی ۱۹۱۲ء کو بنغازی سے المویدہ کے نامہ نگار نے پندرہ جولائی کو تار دیا کہ کل مجاہدین کے بچوں کی تعلیم کیلئے دو جدید مدرسے کھولے گئے - مدرسوں کے افتتاح کیوقت مجلس منعقد ہوئی تمام روسا باوقار اور افسران نامدار موجود تھے - اسوقت بنغازی کے فوجی مرکز میں چار مدرسے ہیں جنمیں چھ سو طلبا تعلیم پاسکتے ہیں

بنغازی میں اطالوی فوج کی حالت

۲۰ر جولائی ۱۹۱۲ء کو کچھ اہالی بنغازی جان پر کھیل کر عثمانی فوج میں آملے ہیں انکا بیان ہے کہ وہاں بخار سے اطالوی تباہ ہوئے جاتے ہیں - اور اہالی بنغازی کو اب تک بخار کا شکار نہیں ہوئے مگر ہر وقت الجوع الجوع اور العطش العطش کی دردناک صدائیں لگاتے رہتے ہیں - مگر اطالوی ہیں کہ نہ انہیں اسباب خورد نوش دیتے ہیں نہ شہر چھوڑ کر عثمانی فوج میں آنے کی اجازت ہے

میدان جنگ میں عثمانی دستوریت کا جشن

۲۹ر جولائی ۱۹۱۲ء کو بنغازی سے العلم کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ ۲۳ر جولائی ۱۹۱۲ء کو عید دستور کی خوشی میں ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا - سپہ سالار اعظم کے حکم سے پہلے پیادہ فوج اور سواروں کی صفیں اور توپخانے گزرے پھر مجاہدین عرب اپنا جاہ جلال دکھاتے ہوئے صف در صف نکلے - ایسی شکلیں سر ہوئیں تین گھنٹے تک فوج کی صفیں گذرتی رہیں - اور فوجی باجہ بجتا رہا - اس کے بعد مخلص فیور سید محمد علی شیخ زاویہ ام شجنے نے کھڑے ہوکر دولت علیہ کی فتح ظفر کی دعا مانگی اور فرمایا کہ خداوند ا ہمیں حریت وعدل کے زیر سایہ پہلنے پھولنے کی توفیق دی اور ہمارے خلیفۂ اعظم کو ہمارے سروں پر سلامت باکرامت رکھ - شیخ موصوف کی دعا پر ہزاروں نیک دل مخلص عرب بولنے آواز بلند آمین کے نعرے لگائے انجمن ہلال احمر مصر وسالونیکا بھی بڑی زیب وزینت سے شریک جشن ہوئیں غرض بڑے طمطراق سے خوشی منائی گئی ؀

غازی انور بے کا ایک اور تازہ خط

(مسلمانوں کے لئے ایک روح افزا پیغام)

غازی انور بے ... کا تازہ خط برلن دار السلطنت جرمنی ... اپنے ایک ترک دوست

کے نام روانہ کیا ہے جس کا ترجمہ ترکوں کے نامور اخبار "طنین" نے شایع کیا ہی وھو ہٰذا:-

کبیر عزیز دوست غالب بے۔ آجکل میدان جنگ کی حالت یہ ہی کہ میرے ہمراہی بہت کم جنگ میں حصہ لیتے ہیں۔ ان کا زیادہ وقت سنوسی مشائخ کی صحبت میں بسر ہوتا ہی جو انکی قالبوں میں اسلامی غیرت و حمیت کی روح پھونکتے رہتے ہیں جنگ میں کم شریک ہونے کی وجہ یہی اطالویوں کی بزدلی اور نامردی ہی جو انہیں مورچوں سے باہر قدم نکالنے نہیں دیتی۔ میرا وقت بھی آجکل زیادہ تر تعلیم کی اشاعت اور ملکی ترقی اور انتظامی اصلاح میں صرف ہوتا ہی حسن اتفاق سے مجھے بھی ایک بار ایک بڑے زبردست سنوسی شیخ کی حلقہ افاضت میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ انکا نام احمد علیشی ہی۔ انکی شکل ایسی نورانی ہی کہ اسکے دیکھنے سے طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ پیشانی بلند اور فراخ آنکھیں نشہ توحید میں غرق۔ ہر لفظ جو زبان سے نکلتا ہے تیر کی طرح دلوں میں بیٹھتا ہی۔ انکے گرد و پیش مریدان باصفا کا حلقہ تھا میں بھی ایک گوشہ میں جا بیٹھا شیخ نے مجھے دیکھکر تعظیم کیلئے اٹھنا۔ اور اپنے قریب بیٹھانا چاہا مگر میں نے انکسار کے لہجہ میں معافی طلب کی اور درخواست کی کہ وہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ اس وقت شیخ ممدوح اُن عربوں اور ترکوں کو اپنا نصیحت آمیز کلام سنا رہے تھے اور ان کے دلوں کو زندہ کر رہے تھے۔ سابق کلام گوش آشنا نہیں ہوا جسقدر الفاظ میرے سننے میں آئے وہ اس قابل ہیں کہ میں آپکو لکھ بھیجوں۔ تاکہ آپ اور آپکے گرد و پیش کے احباب انکو سنکر میری طرح وجد کریں:

انہوں نے فرمایا "وہ نورانی پیغام جو اُمت محمدی کو بھیجا گیا تھا۔ جسکے حامل مسلمان قرار پائے تھے جس نے گزشتہ زمانہ میں دنیا کے بہت بڑے حصہ کو منور کیا تھا۔ جسکے الفاظ ہمارے بزرگوں نے خود آنحضرت کی زبان مبارک سے سنے تھے اب تک تمام نہیں ہوا۔ ابتک اسکی روشنی دنیا کے تمام حصوں میں نہیں پہنچی ابتک اسکا دائرہ کمال کو نہیں پہنچا۔ ابتک خدا منتظر ہے۔ کہ وہ نورانی پیغام زمین کی تمام اقوام تک پہنچے۔ خدا نے وعدہ کیا ہی کہ وہ اپنے نور کو کمال کے درجہ تک پہنچائیگا۔ گو کہ ان لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں اسکا پھیلنا گوارا نہ ہو۔ یہ وعدہ پورا ہوگا۔ پورا ہو کر رہیگا۔ یہ وعدہ اٹل ہی۔ دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہی جو اس وعدہ کو ٹال سکے۔ زمین کی کوئی حکومت نہیں ہی جو اس نورانی پیغام کی

روشنی کو بجھا سکتے - تمام چراغ گل ہو جائیں گے - تمام روشنیاں بجھ جائیں گی مگر خدا کی
بھیجی ہوئی روشنی جو مسلمانوں کے پاس بطور امانت ہے نہیں بجھے گی - اس کی کرنیں پھیل
کر رہیں گی - مسلمان ہی وہ قوم ہے جو اس روشنی کی حامل قرار پائی تھی اس نے اس روشنی
کے پھیلانے کا کام اسلام کی ابتدائی صدیوں میں نہایت کوشش اور محنت سے انجام
دیا - مگر اب اُس قوم کی حالت بگڑ گئی ہے - مسلمانوں کے دل دنیاوی کثافتوں
سے تاریک ہو گئے ہیں - اخلاقی تاریکیاں ان کی روحوں پر چھا گئی ہیں - تا
ہم اس روشنی کے پھیلانے کی خدمت دنیا کی کسی اور قوم کے سپرد نہیں ہوگی
خدا کو یہی منظور ہے کہ یہ قوم پھر خواب غفلت سے بیدار ہو اور اپنی خدمت
کو پھر اپنے ذمہ لے اور خدا کے اس وعدے کو پورا کرے جس میں اس
نے نور کو درجہ کمال تک پہنچانے کا اشارہ کیا ہے - خدا کی غیرت اس بات
کو گوارا نہیں کرتی - کہ جس قوم کو اس نے بہترین اُمت کا خطاب دیا تھا
اور جس کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ قوم دنیا میں نیکیاں پھیلانے اور بدیاں
مٹانے کے لئے بھیجی گئی ہے اس کے سوا کسی اور قوم سے یہ مقدس
خدمت لی جائے - اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ پھر اس قوم کو اپنی خدمت
کے لئے تیار کرے - یہ خوب یاد رکھو کہ جبتک خدا کا نورانی پیغام مسلمانوں
کے ذریعہ سے تمام دنیا میں پھیل نہ جائیگا - ممکن نہیں کہ وہ صفحہ ہستی سے
مٹ جائیں گے - کیونکہ دنیا کی کسی اور قوم سے پیغام رسانی کی خدمت
لینا خدا کو منظور نہیں ہے - اور یہ امر بلاشبہ اُس کی غیرت کے خلاف
ہے - اسی لئے مشکلات کے طمانچوں اور مصائب کی ٹھوکروں سے
مسلمان برابر بیدار کئے جا رہے ہیں اور ان کے بیدار کرنے میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہیں کیا جا

اس تقریر کا حاضرین پر عجیب اثر تھا۔ ہر ایک کی رگوں میں ایک بجلی دوڑ گئی تھی۔ ہر ایک چہرہ سے امید کی جھلک نمایاں تھی اور سب خوشی میں جھوم رہے تھے +

مصراطہ میں جنگ

۳۱ر جولائی ۱۹۱۲ء کو طرابلس الغرب کے عثمانی سپہ سالار کا وزارت جنگ کے نام تار وصول ہوا تھا۔ غنیم نے مصراطہ کی غربی طرف اپنا ایک بڑا دستہ جمع کر کے چھیڑ چھاڑ کی جس کے جواب میں ہمارے مجاہدین نے تین کیلومیٹر کے بعد سے غنیم کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور چاروں طرف سے حملہ آور ہو گئے۔ نخلستان کے اندر دشمن کو نقصان کثیر پہنچایا۔ تمام دستے میں سے قلیل التعداد اطالوی بھاگ نکلے اور باقی میدان میں کھیت رہے۔ کثیر مال غنیمت جس میں توپ خانے کا ایک خچر بھی ہے مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اور صرف پندرہ مجاہدین شہید ہوئے۔ اور تین مجروح۔ مجاہدین شوق جہاد سے بیتاب ہو رہے ہیں +

گذارش

حضرات ناظرین۔ جنگ طرابلس کے چشم دید حالات کا دوسرا حصہ جس کا وعدہ حصہ اول میں کیا گیا تھا پیش خدمت ہے۔ پروردگار عالم سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے جنگ کی لڑائی کو اسلامی فتح کے ساتھ جلدی ختم کرے۔ اور اگر جنگ کی یہی حالت رہی تو جنگ طرابلس کے چشم دید حالات کا تیسرا حصہ بھی طبع کیا جائیگا جس کیلئے ناظرین کو ابھی سے درخواستیں بھیج دینی چاہئیں۔ تاکہ طبع ہوتے ہی انکی خدمت میں بھیج دیا جائے۔ دیگر ہر قسم کی تاریخی کتابیں بھی موجود ہیں۔ فہرست کتب اس پتہ سے طلب فرمائیے۔

جنرل منیجر قومی بک ایجنسی لاہور

جنگ طرابلس کے چشم دید حالات حصہ اول

(معہ تصاویر سلطان المعظم و غازی انور بے و نقشہ شہر طرابلس)

جس میں جنگ ٹرکی و اٹلی کے چشم دید حالات تاریخوار شروع سے اخیر فروری ۱۹۱۲ء تک نہایت معتبر ذرائع سے اُن نامہ نگاروں کے لکھے ہوئے جو خود جنگ میں شریک تھے درج کئے گئے ہیں۔ اخبار زمیندار پیسہ اخبار۔ مسلم گزٹ۔ علی گڈھ گزٹ۔ سراج الاخبار۔ المشیر۔ المنیر رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ کشمیری میگزین۔ انوار الصوفیہ رہنمائے تعلیم وغیرہ وغیرہ ملک کے مشہور و معروف اُردو اخبارات اور رسالوں نے اس پر عمدہ رائیں لکھیں ہیں۔ قیمت صرف ۶ر معہ محصول ڈاک ۸ر

مکمل تاریخ جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء

جس میں حالات جنگ از ابتدا تا انتہا تاریخوار نہایت معتبر ذریعہ سے درج کئے ہوئے ہیں۔ ترکوں کے گذشتہ کارنامے مطالعہ کرنیکے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ نقشہ ہائے سلطنت عثمانیہ و تھسلی و کریٹ و آبنائے باسفورس وغیرہ و تصاویر غازی عثمان پاشا۔ عمر پاشا۔ ادہم پاشا وغیرہ و شبیہ حضرت سلطان المعظم ساتھ شامل ہیں۔ حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ/ علاوہ محصولڈاک

جنرل مینجر قریشی بک ایجنسی لاہور